Creator – Khwaja Mohd. Wazeer.

Publisher – Matba Mustafa

Date – 1263 H

Pages – 268

Subjects – Urdu Shayari – Majmua Kalaam

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بتوفیق خداوند کون و مکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف

[illegible] اردو زبان خاقانی عصر انوری دوران [illegible]

دفتر فصاحت

۱۲۶۳

باہتمام ہیچمدان مسید [illegible] مغفرت ایزد منان محمد عبد [illegible] خلف محمد مصطفی خان صاحب مغفور

[illegible] مصطفائی مصطفی [illegible] مطبع [illegible] محمد خان [illegible] طبع کرد

[illegible] وانتخاب [illegible] مرحوم شہرہ آفاق [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس بادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنے ملک ہستی کا نظم و نسق
بےغوض و فکر فرمایا اور نعت بےحد اور مناقب لاتحصی و لاتعد کا اوس نبی مختار اور اوسکی
آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے
مطلع ظہور کی برکت سے اوس اوستاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کرکے کمال
قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استادان
سخن خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص احقر
شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرہ ... مدعا
اوٹھاتا ہی اور کچھ سرگذشت عمر ہی مصنف دیباچہ
مختصر اسناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صد

جناب اقدس الٰہی سے نے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف
المتقدمین استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تسیم اللہ صحیفہ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت
سرآمد استادان جہان فخر زیبا دشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزا نازک
خیالی ناخدای سفینہ علم قوافی و عروض قدسی یکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و
سخن نتیجہ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر
جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائے تھے کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہوجائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس ہم پوہنچائین تو بھی ممکن نہین کہ ایک حرف اوس
دفتر کا تحریر مین آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی مین بھی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تھی شمع بزم شہرت و نکوی الاد و دمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگونے اونکے
نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہے آجداد امجاد سادات عظام بزرگان نانہالی
آمیزش مرزایان فخر سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانا حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی وقاران وقت مین چیدہ
وانتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل و سخاوت و وضعداری مین طاق تھے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین یہین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذہنی فہم رتبہ شناس
اب بھی اونکی یکتائی کے معترض اور جب بھی جانتے تھے اعمال فتوح اور علم التسخیر وغیرہ مین
بھی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین انتخاب بے مثل اور لاجواب تھے تو سن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہوگئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت ہوتی تھی مگر جس فرزند سنہ طبع کو ضرب ادہر دیتے تھے لاکھون
مضامین نور آگین بیک قلم مشقونکی غزلونمین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربی والیتامی
والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان العالم
والی ملک اودھ نے کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب ممدوح نے
بعذر علالت پای قناعت کو اپنی جگہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے انداز سے مین سو روپے ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجائی خود
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین اب
کلیات جمیع نتائج طبع سلیم سے مرتب ہو کر ضایع ہو جاتے پھر کبھی ایسا شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلونکے مسودونکو بے پروائی سے
رائگان فرمایا یہانتک کہ اکثر مہینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر ط

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان عظیم الاشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدرشناس اہل کمال سرچشمہ فیض و افضال آبرو افزای پسند شاہدان سخن منتخب جمعداران زمین
مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبدالواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سے زیادہ
مشتاق کلام ہو کر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہنچے اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوئے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس نہ تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اور سعی وافر سے بنای اجتماع دیوان سرزمین
دلمین قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پہنچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آئے اکثر زمینین تجویز فرما کر
شعر کہلوائے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرما کر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہے ابتدای مشق کے
شعرون سے مجکو نفرت ہے اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت
ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہے بہت کچھ موزون ہو جائے گا
انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان مقبول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت ندی ایفای عہد
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران سے ک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چند سے بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدہ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا جب
حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ
ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح
و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نا لائق بدترین خلائق کے سپرد کر کے
گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پھر تو اس خاکسار بےمقدار اور برگزیدہ بارگاہ
لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت
و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب خواجہ صاحب
کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ لو پہنچا بیشتر خطوط احباب
اطراف و جوانب کو لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ
کہ بڑی دوا دوش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے
ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان
برسبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش و صحف معجزات رفعت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب
منظوم یادگار یوسفستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو پہنچا اور تائید
خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف و کلام متفرق جابجا سے
بہم پہنچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق پر کہ

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحاظ رہا مناسب یہ ہے جن حضرات کے پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتمم کو دعائے خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری — للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از ظہیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوے تارک دنیا ذوقی — قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد
اس زمانے مین تھی بے شبہہ طبیعت اونکی — خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد
پختہ کاری کو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف — ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد
کرتے تھے لاکھون ہی غزالان معانی کو شکار — دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد
مجتمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان جحیم — اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد
زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سے تلف — سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد
حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی — کچھ نہ تھا رنج کیا کرتے تھے اکثر ارشاد
دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری — جمع ہو جائینگے اشعار مرے حد سے زیاد
گو حقیقت مین ارشاد مبارک تھا بجا — پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد
تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین — بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد
کہ کسی طرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض — حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

اسی اوجھن مین پھنسا تھا ہو کر بے شعور
[illegible]

پیر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی
لا کے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد

پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا
کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر آتش داد

الغرض محنت یکسالہ مین اے بیخود زار
جمع دیوان ہوا دل دوستون کا ہوا شاد

سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا پھر مین نے
آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد ۱۲۷۱

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم و نثر آج
ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے

جب دیکھتا ہون ہوتی ہے تفریح بے حساب
یہ نسخہ کیمیا دوای دل دردمند ہے

حسن صفای یوسف مضمون تو دیکھیے
بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے

عین الکمال کا بھی خطر اب نہین نہین
ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہے

لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر
دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے ۱۲۷۱

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ تسلیم سخن
گردید مرتب آن چہ بے مثل و نظیر

بنوشت ز کلک موج سال ترتیب
دیوان در شاہوار بحرین و زبیر ۱۲۷۱

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محمد محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان
کلام غیرت گلشن ہوا جمع

رقم کر سال ترتیب اے محمد
گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع ۱۲۷۱

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجہ وزیر صاحب از شعرای لکھنؤ

ازجناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جملہ قدر دان کلام ‏ ‏ خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیرہ گردید آسمان سخن ‏ ‏ منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت ‏ ‏ وای خواجہ وزیر عالیقدر
۱۲ھ

ازجناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن بر گذاشت خواجہ وزیر ‏ ‏ کہ در تمامی اہل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در سخنوران ہندی ‏ ‏ مگر بساندہ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم ‏ ‏ کہ یک ز زمرۂ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را ‏ ‏ بملک نظم ز فکر خوش انتظامی بود
گذشت او چو جہان نوشت سال قبول ‏ ‏ وزیر پادشہ شاعران نامی بود
۱۲

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردید ‏ ‏ پیش شاہ شہید جای وزیر
بود در شعر شاہ دیگر ‏ ‏ نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جہان بسوی جنان	نالہ کش خلق شد کہ ہاے وزیر
دل ہر کس کہ ہست موزون تر	پر شد از درد جانگزاے وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول	بسخن شاہ بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجہ وزیر	کہ پادشاہ سخن بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو	قمر جمال و سپہر جلال و مہر ضمیر
رموز دان علوم ائمہ بود بجہر	کہ قائل ست درین علم ہر صغیر و کبیر
بشاعران جہان بردگوی سبقت ازین	کہ بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران	شدند جملہ سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما در او چون شود نہ تیرہ جہان	کہ در زمانہ نماندہ نشان و نام فقیر
شہید سال وفاتش چنین نمود رقم	بشاعران زمان پادشاہ بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر	شد بچشم دوستان عالم سیاہ
مصرعہ تاریخ رحلت گفت مہر	ناظم ملک معانی بود آہ

ایضاً

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان	بین ور وہ تھی دو لوک سنا وسی مشیر
وہ عازم جنان ہوی تاریخ کہی مہر	ملک سخن ہوا جی برباد بے وزیر

ازلاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود	بیدل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم	در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار ناله دلهاست	چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید	سر کشیده ست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش	خسرو این زمانه بوده وزیر ۱۲

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا	خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور	در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن	وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر	شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری	که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم	غم او گشت چون گریبان گیر
با شه کربلا چو الفت داشت	عالمیکش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند	دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین	شد ندا رفت نزد شاه وزیر ۱۲

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہانکو ہوئی شاق … خاک بر سر ہوئی اس غم سے صغیر اور کبیر

کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات … خواجۂ عالم ارواح ہوئی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان … بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر

بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع … زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر

ہلال سال وفاتش شنید از رضوان … دو شنبہ نشین جنان باد بہ مقام وزیر

از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سے استاد کامل و یکتا … دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف

یہ سال ہجری ہجری مین لکھے عشقی … گیا وزیر بھی ملک سخن کے پاس اب صد حیف

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر … در فن شعر بود بس یکتا

زین جہان رفت سوی گلشن خلد … آہ افسوس حیف واویلا

سال فوتش چو کردم استفسار … دوش در بزم اقدس شعرا

این صدا آمد از دل ہر عبد … رضی اللہ عنہ یوم جزا

ایضاً

جنت کو ہوئی راہی دنیا سے وزیر افسوس … اس غم سے دل اے عشقی کیون چاک نہ ہو جائے

لکھہ علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ — ذیقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای ۱۸۵۴

ازجناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار — جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای
درجوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت — تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

ازعبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین — ہوش قایم نہ خاطرم برجا
شکوۂ روزگار میکردم — در حوادث نشستہ سر تا پا
کہ بناگاہ از سوی افلاک — تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم کہ خیر شود — این دگر غلغلہ چہ شد پیدا
کہ بسمعم ندای غیب آمد — ہای خواجہ وزیر واویلا
ہوش پرواز کرد از سر من — غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس است — کہ چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز نسیم فیضش — قطرہ میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش — در میان معاصرین یکتا
رخت ہستی ز دار فانی بست — سفری شد بسوی شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او — بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگو ای مہر — پادشاہ سخن وزیر کجا

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانے … استاذ زمان زمزمہ پرداز لہن فکر
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس … لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جس وقت خواجہ وزیر … گئے سیر گلگشت باغ نعیم
ہوا حشر آباد شیون سے گھر … گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل … ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر … بسان سویدائے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا … بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین ہر سال … ہوئی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامۂ نوحہ انگیز نے … ہوا کیا سخن یا الٰہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئے دار فانی سے خواجہ وزیر … قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی … مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر … شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ … گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات　　اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر　　دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او　　ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت بگفت　　حیف لطف سخن تمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد بھی　　اس سرا سے ہو گئے راہی سوئے ملک بقا
تھے وزیر بادشاہ شاعران خوش خلق بھی　　انتظام ملک معنی اونکے دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھے آتی ہیں یاد　　شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم میں جو میں نے فکر سال فوت کی　　ہو کے بیدل روح محزون نے دی یہ مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامے کی طرح رو کر سفیر　　گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے　　نہ کیونکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھے فکر تاریخ تھی ناگہاں　　ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات جہاں سے اوٹھے والد مرے خواجہ وزیر　　اونکے قدم سے اب تھی یہ شبستان جہان
ہے اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھی سفیر　　باد اجل سے گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

ازجناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھے اس جہان فانی سے ۔۔۔ جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق صنعت منقوطہ مین لکہ اب تاریخ ۔۔۔ فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق ۱۲

ازجناب میر محسن علیصاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر ۔۔۔ کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن ۔۔۔ گشت دار عدم وزیر آباد ۱۲

ازمیر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر ۔۔۔ چھایا ہے دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کے دیے تھے انھین کمال ۔۔۔ بیشک تھی اس زمانے مین ذات انکی بے نظیر
کیا اپنے بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین ۔۔۔ دام الم مین طائر جان ہوگیا اسیر
جب سے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال ۔۔۔ پڑتے تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا ۔۔۔ کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا ۔۔۔ اچھی قرب شاہ شہیدان گئے وزیر ۱۲

ازحکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئی جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن ۔۔۔ زمین شعر و سخن ہوگئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت اونکا ۔۔۔ شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہے یہی رہ ۱۲

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بہ در گلزار رضوان بہر سیر … بعد مردن رفت چون اول وزیر
ہاتف غیب از فلک نشتر بگفت … پیش شاہ دین رسید اکمل وزیر

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا … شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجہ وزیر
از حروف بانقط عباس گفت این سال فوت … حیف ای والا وقار استاد من خواجہ وزیر

از شیخ بہادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

در دا جناب خواجہ وزیر استاد من … بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بہر مزار مقدسش … کلکم نوشت تربت پاکیزۂ وزیر

ایضاً

جناب استاد و قبلۂ من … نمودہ کوچ زین دار جہان حیف
پی سال وفات آن یگانہ … نوشتم مرد شاہ شاعران حیف

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس سوی شہر خموشان گئے وزیر … شہرت تھی اس زمانے مین انکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزہ انکی دم تلک … باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم استاد یون لکھا … لو شاعری تمام ہوئی سب جہان کی

از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت استاد زبر دست از دہر — ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط — خواجہ عہد وزیر ناسخ ۱۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر — کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا — فرط غم سے ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنے مین پیدا ہوی — بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نے صدا — خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب ۱۲

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی — گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اس طرح لکھو — ہوا کافور عنقا مزا شیرین زبانی کا ۱۲

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر — کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسالش ای جوہر — بہ بزم شاہ شہیدان کند وزیر آرام ۱۲

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر — در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات — از شب آدینہ ذیقعدہ آہ ۱۲

از لالہ ونیت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ — راہی سوی بہشت ہوئی اس جہان سے
ہی اس الم سے وادی محشر لکھنؤ — کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے
گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا — پیدا بشر نہون گے کبھی اس کمال کے
درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع — افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے
طوطی ہند شاعر بے مثل و بے بدل — واقف بہت رموز و نکات عروض سے
تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال — تھی تنگ قافیے شعرای زمانہ کے
تکسیر کے علوم کو ایسا کیا حصول — امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے
آگاہ علم دین سے بھی شیدای اہل بیت — زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے
پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت — بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر — رفت زین دار فنا سوی جنان
از پے سال وفاتش گفت زار — بلبل ہندوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیحی کامل — علیم علم بیان و معنی ننگ فردوسی و نظامی
فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم — درین زمانہ وزیر بودہ بدیل سعدی نظیر جامی
حسن چو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال بحسرت — صدای ہاتف بمن رسیدہ آرم گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم　　کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجہ وزیر متین مالک ملک سخن　　رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل　　وای شہ شاعران بودہ وزیر ای حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج　　راہی سوی عدم ہوے دیکھی ہین تعجب
دنیا سی اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری　　طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجھسے ادا ہوے　　ہیہات دل کی دل مین رہین آرزوئین سب
معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد　　فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالی پڑھ کی یہ مصراع سال فوت　　ویران ہی وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر　　بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط　　ہاے بے شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دار　　در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود　　ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوے خواجہ وزیر　　تھی وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا ۔۔۔ خار ہی نظر و شین اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم دار ہی جان حزین ۔۔۔ خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر شریان غم ای ضبط ہی ۔۔۔ مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن
جن کے حرف با نقط لکھ سال فوت ۔۔۔ آہ خالی ہو گیا ملک سخن

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے ۔۔۔ سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نے ۔۔۔ وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا ۔۔۔ کہ یکتا بود او لا مثل بر ہر فن وزیر الوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل ۔۔۔ بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی ۔۔۔ گئے یان سے ای وای سوی جنان جب
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو ۔۔۔ سخندان بے مثل کیسا اوٹھا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر ۔۔۔ ہر یکی از صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی ۔۔۔ گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون

تمت

١ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — ٣٠

ہوا شاہد دواوین نام بسم اللہ سر دیوان کا
سر دیوان پہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کے کھینچو آئینے نقشہ روی جانان کا
بنے تا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہ پاک حسن نے چھانا کا
ہر اک وزن بنا ہے چشم یوسف سیر زندان کا

نہیں انبوہ خط میں جلوہ حسن و ہی جانان کا
عیان ہے تخت پہ پریونکی جھرمٹ میں سلیمان کا

ہوا جوبن فزون خط سیہ روئی جانان کا
پڑھا ہے آپ نوسی حل ہے حسن اور قرآن کا

حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا

لگی سے حرف پاؤنکی نظر آئی ہیں حیرت ہے
عیان جوہر ہیں شکل آئینہ ہی جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن وا ای سیوتین
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا

دکھایا بی تکلف ہو کی منہ اوس حور طلعت نے
اٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اوسنے چلمن سے جو ہمکو آنکھہ دکھلائی
غزال چشم سیہ دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پڑھی وحشت نے پڑھتی ہین کلمہ امین ہوئے دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہے اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹونکی آگے رنگ حباسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھاتا ہے لہو لعل بدخشان کا

ہے حسین دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہے بھرتی ہے پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہے سرمے کا دنبالہ ہی تری آنکھہ مین تیری
پھریرا سرمئی ہے نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سے عیان ہے تخم سیب زنخدان کا

وہ گیا ہون چاہ مین یوسف دل گر پڑا اس مین
کبھی پانی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا

جہانکو قتل کرتے ہین یہ مہرو چاند سے بھی
مگر تیغ ہلالی ہے ہلال انکی گریبان کا

رہا کرتا ہے وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوسنے عارض قبر عاشق کی لگی کھدنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگے ڈول ہر بازی طفلان مر گل کے
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہے اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی شبہہ ہے شام بدخشان کا

بہت کچھہ ٹھوکر پائی اسنے راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ اپنی خضر ہے اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوس رخ سے مخطط پر
تلی کا جنس جان کے ساتھہ سیپارہ قرآن کا

ہوئی ہین جمع آنسو کہ رہی ہین شمع خیابان کیا کیا
گمان ہے دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک سے ہی دماغ اے ستمو اپنا گدائی مین
بہت ہے بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی بند سے جو زلفون مین بسر ہوگی
لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

نہ پایا بوسہ لب اوس پری سے جب تو یہ سمجھا
نہین انسان کی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہے پان کا لاکھا
نکل آیا ہے کھا کر جوش خون لعل خندان کا

پہ نیزا دونپے دی مٹی جو مجھکو بعد مرنیکے
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲

مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس خط رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہے یہ عکس مژگان کا

۲۳

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہوگیا
چار جو ہر مل کے اک آئینہ پیدا ہوگیا

پھٹگیا داماں یوسف کیا ہی سودا ہوگیا
کیون نہ سوزن سی کھٹکے دست زلیخا ہوگیا

اب کرامت کیجیے اب معجزے دکھلائیے
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہوگیا

ذکر آیا جب بھوونکا گر پڑے ہم سر کے بل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہوگیا

در پہ اوس خوش چشم کے جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہوگیا

خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا
آج اور رفتار جانان کا رفدا ہوگیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میرے اوسکے درمیان غفلت کا پردا ہوگیا

سایہ قامت سمجھکر جائی ہے کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہوگیا

طوف کی حیلے مین ہم بھی گھورنیکو جائینگے
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہوگیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
بنکی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہوگیا

خود نما جب ہوگیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہوگیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے
مست ہین اللہ کو جو منہ سے نکلا ہوگیا

ہوگیا وحشی گہر دیکہی جو وہ معنی تہی ذات
بڑھ گئی گردیتی وحشت پیدا ہوگیا

کیا سنا یا کیا پڑہا یا ای چمن آرا ئین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکہ لے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلی ہوگیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پہوٹ جائے آنکہہ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہو
ہمسے گر پوچہو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سے تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ معطر آنکہہ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکہون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجہمین ای ساقی کہ پرتو سے ترے
بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزۂ عارض پہ نہین مے وجہ او روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم بغل ہونیکی ہی ابتک سراپا آرزو
ضعف سے قد جہکے آغوش تمنا ہوگیا

۲	قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا	۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیتا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
اشک ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنے دیکہا گھٹ کے قطرا ہوگیا
ای حباب اشک ترے کوزہ مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنے لگا کر دونکی لیتی ہو کیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر دو آبا ہوگیا

سرخ عارض پر تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین ہی گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ہی دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پہونچے خریداران جنس جو فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ سی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آ گیا لو دست موسی ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی گیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤں سے بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش میں ہے
آسمان پہ چرخ پوچھا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہ گیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

اب تو رونیکی حد اگو نتن بتان تک جا چکی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

بار ہم کی ڈر ریکا نار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یاد حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم کر کہون
جسطرف گذری سر اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و قہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھون کا میلا ہو گیا

۴	وله	۲۳
آگ میان کین اسقدر ہر عضو شعلہ ہو گیا		شبکو روشن یار کے بازو کا اگّا ہو گیا
خشک دریا ہو گئے موقوف رونا ہو گیا		خاک ہی پانی کہان چہرا ہا چوکا ہو گیا
ہون میں وہ لاغر جب کھاؤنگی کف نگین تو ہاتھہ		طائر رنگ حنا بھی رشتہ برپا ہو گیا
کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو		مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہو گیا
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا		جامۂ تن انکھیون شبنم کا کرتا ہو گیا
وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر		خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہو گیا
بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا		ہنس کے کہتے ہین بدن کیا انکا دہرا ہو گیا
آنکھہ ہر اک طفل کی اب انکھیون پہ پڑنے لگی		ڈھیلی آنکھون کی جالے مجکو جو سوا ہو گیا
تم نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین		ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہو گیا
طوق قمری ہو کے بالیدہ بنا دیوار باغ		سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہو گیا
فہمی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے		ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسی ہو گیا
اپنے جامے سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین		ضعف دستگیر ہی تصویر دیبا ہو گیا
اونکے چلنے کی صفت لکھی ہل چل پڑ گئی		قاصد اپنی قلم سے خط روانا ہو گیا
مژدہ ایساقی جنون خیز آگئی ہے بہار		شیشۂ توبہ کو تجھے جام صہبا ہو گیا
دید کے قابل ہے اوکبک دری رفتار یار		ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہو گیا
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنے رنگ پہ		ضعف سے مین زرد وہ سونے سے پیلا ہو گیا

مے سے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھہ اک پاؤن سے ہے جسطرح رفتار کلک
چلتے پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہو گیا

آئینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فرہاد سے چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے بے پیے خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم سنگر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵

کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر مگر
پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا

۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہے پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہے جانان تیرے دریوزہ گر سائل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مرے گل کا

بدن مین میرے جتنے زخم ہین پانی چرائی ہین
نپوچھ کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پہنایا یار کو بھی طوق منت کی بہائی سے
فلک نے بار ہی نالہ سن لیا میرے سلاسل کا

ادھر مینے تواضع کی ادھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی مینے جب گردن تو اوٹھا ہاتھہ قاتل کا

بہت جینے اوٹھایا سر ہی نظرون سی قدر اوسکی
ندیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون
تو شکل خانۂ نقش پا ہین ہر عالم سلاسل کا

بنی ہے آہ منہ پھیرے ہوے تصویر بھی اوسکی
کھچا ہمسے یہ کرتا ہے کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی کی کمر سے خاک ہوئی پر بھی الفت ہے
پڑا ہے بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹون مین اپنے ہاتھہ سے کیون منت قاتل
مری ناخن سے حل ہو جاے عقدہ میری مشکل کا

کہو موجون سے کنارہ کر کہ قسمت کچھہ عجب شی ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھہ ساحل کا

جنون اب بھاگ گیا ہون تو پھر تو چین کیون دے
کہین جا لگے نہ پاے خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطرون سے آواز آئے گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دل مین کبھی آنکھون مین جا دون ان حسینونکو
کہ راہ و مہر کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جائین تڑپکر مچھلیان دست حنائی کی
لہو بھر جاے او قاتل اگر مجھمین ہے بسمل کا

چرا کرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتونکی جا آہو
سمجھتا ہون مین ہی یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھہ کے سرمے نے مجھکو مار ڈالا ہے
نہ ہو آواز اگر ٹوٹے کوئی ساغر مری گل کا

زمین بھی نکلی جاتی ہے مری پاؤنکی نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھہ دینا اپنی منزل کا

خوشی آتی ہے وہ رستہ مجھکو جسمین بنج بھی کچھہ ہو
جو تکیہ بھی ہو تو یہ ہاے مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھہ مشکل نہین مجھکو
کہ بس اک پاؤنکی لغزش ہے طی کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنا نے ذبح کرنے مین تھاما ہاتھہ قاتل کا

٦	وزیر اب سینے مین دلکی عوض کیا درد رہتا ہے کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	٢٦

نشانہ بعد مردن بھی ہا مین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتے تھے ہوے ہین خاک مرکر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بھی اے دل ہی سمان ہو دماغ اپنا
گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھہ آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے
سکھایا خندہ گل نے ہمین نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان بھی ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھہ حال پرسان ہی
دہان زخم سے کہنی لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہمارے منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان ہین
مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتھہ حل ہوتا ہی مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا کبھی شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

ہین گر نقش نو بار یہ وہ آکر خوب سار وندے
مبارک ہو ہی دشمن تیرا کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان خاک اپنی اور ڈھونڈتا کیمر تجکو
نچھوٹا بعد مردن ہی سو طی کرنا منازل کا

یونہین ہم سا بانی غیرت لیلی کی گرد ہین
نہین محمل تو مضمون باندھتے ہیتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکونکا یہی گا یون ہی اے وحشت
بنی گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بچھائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک رقصان ہی شادی سی جو لون نام وسکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت وہ آنکھون مین آتی ہین
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہر قافلہ دل کا

مری بدست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
بطی مہی کبھی وہ کھادی اب ہتنا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہین چلنے مین اوسکی کفش زرین سے / قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا
تو وہ یوسف لقا ہی زہرہ وش ہی گر کبھی جھانکے / زیادہ چاہ کنعان سے ہو تیرہ چاہ بابل کا
لگاؤن طوق کو بس اب گلے سے مدعا سمجھا / نہین ہو جبہ قدمون پر مرے گرنا سلاسل کا
جھکائی ہین کنوین تو نے فرشتے کے کھون منھ پر / ترے چاہ ذقن نے منھ لکھایا چاہ بابل کا
کہی دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو / فلک سے ہی دماغ اندر ورون اپنی وحشت دل کا
مسلمان ہون تو کعبے مین کہون سنگ اسود کو / تصور ساتھ ابرو کے کرون رخسار کے تل کا

۷ | سبے گا نامہ بر زاغ کمان اب ای وزیر اپنا / ہی خط مین وصف خال ابرو رخسار قاتل کا | ۲۵

پس مردن بھی مشکل ہی پہونچنا تا تک دل کا / لحد ہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا
مہ نو سے کھنچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا / دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا
صریر کلک فکرت نے سنائے نالہ مجنون / کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا
تو وہ لیلی ہی گر پھرتا رہون تیرے تصور مین / دکھائی آبلہ پاونکا میرے جلوہ محمل کا
وہ خورشید اگر پھرتے ہین تو گردون بھی پھرتا ہی / حسینونکو نہین منظور طی کرنا منازل کا
کمال عشق مین راحت ہی وہ جو رنج ہوتا ہی / نہین ہی زخم گردن پر یہ ہی احسان قاتل کا
پہنکر دہانی جو ڈالکھیت مین کشتونکی آ ظالم / ہرا ہو جائے پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا
انا لیلی مین کیا ہی لطف مجنون ہی مزہ اسمین / تری آغوش مین عالم جو ہی آغوش محمل کا
خودی بھولا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے / دھرا رہتا ہی آگے اسکے آئینہ مرے دل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین تیرے اہد راتدن گہڑیان
اری کافر یہ دلی پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
اوتاریگا یہی اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بہر ڈھونڈھا کیا گردون
ہین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر بیٹھا اونکی ہو گئین آنکھین
تصدق کے لیے کہوا اون وہ غم آنکھ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
تماشا دیکھ او ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اوڑایا دھنک اسنے بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بھبوکے نے
ہی نقش شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

سپر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

رنگی تیغ و سپر باندھے پہرا کرتا تھا وہ ظالم
لکیرین بہی تہا خالی تسمہ سپر میری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوسمین شور ہو وے چشمہ شیرین
پڑے گر عکس او فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حجت کے آگے کیا حقیقت ہی گنہگار ہو کی
خدایا روبرو حق کی کہان ٹہیرے باطل کا

پس مردن بھی ہین رہتا ہون نالان انکو پاہو نے
بجاتے ہین پپیہا مجنون لٹکے مری گل کا

بنائی گلشن مین شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہی صورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط تو پہنچی کی
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رکھتی ہین تب دشت جنون مین اپنے چلنے سے
بہرا دیتا ہی سر جب پا مجنون نالہ سلاسل کا

۸	فقیری مین وزیرا آگی پہ یان پاؤن پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش کامل کا	۲۳

گر وہم مشق خیالِ خطِ جانان ہوگا / پھر تو جو خط میں لکھونگا خطِ ریحان ہوگا
کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا / یہ وہ چشمہ ہے خضر سے بھی جو پنہان ہوگا
بعد مرنے کے مرے کوئی نہ گریان ہوگا / زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا
تیرے ہاتھوں میں پری تیغ و حنا اُن ہوگا / طائرِ رنگ حنا مرغِ سلیمان ہوگا
حال پوچھو نہ مرے رونے کا بس جانے دو / ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا
ہاتھ جو میں گے سبھی گبر و مسلمان میرے / ایک میں دستِ صنم ایک میں قرآن ہوگا
یار جائیگا اودھر دل سے اودھر صبر و قرار / صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا
اونکی تلواریں لگائیں ہیں مجھے ہنس ہنس کر / گل شگفتہ وہ مری قبر پہ خندان ہوگا
اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے رکھنا / اتنے در کا نہ کوئی اوسے دربان ہوگا
چاند ہالے میں مجھے انکو نظر آئیگا / میری آغوش میں جب مہِ تابان ہوگا
شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم / وہیں زخم بھی رشکِ گلِ خندان ہوگا
ہوگا بیدار وہیں سبزۂ خوابیدۂ قبر / میرا لاشہ جو لبِ گور سے نالان ہوگا
رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت / شعلۂ حسن چراغ تہِ دامان ہوگا
ہوں وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے / رقص میں صورتِ طاؤس گلستان ہوگا
اور بھی قاتل عالم ہو مرے گی خلقت / کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا
ہوں میں شاعر نہ تلیں گے مرے اعمال نہ بول / آبِ موزون سے بھرا دامنِ عصیان ہوگا
پاؤں سو جائیں گے تو خوب ہی گھومیں گے اوسے / نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہذیان سیر و ہمن سے جو ہمین نکلی آئین
گرسنہ آج مقر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبان سحر
کوی اوسمین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردن پہ کھنچے گا خط فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلین گے جو ہمارے اعمال
چشم پرآب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس ولا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجیے
کوچ آخر تو سوے ملک خموشان ہوگا

٩	ہوکے مایوس سگ یار پھرے گا جو فرید استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا	٢٤

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈرا ہی شب ہجران ہوگا
سایہ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ جلوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلف سے ہو جایگی صلح
صاف ہو جائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئیگا کوی
زخم تن بھی مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سے بہتا بانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ایسے ہم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
زلف کوتاہ جو ہو حسن دو چندان ہوگا

آزمالیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی کل کی نصیحت مجھے سنسنا نہین خوب
روونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی کھلا ہی گا یا
مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

ہو گی ابرو جب لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھہ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہو گا

یار پیشانی و ابرو پہ چھڑکے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہو گا

یونہین زلفون نے تری کچھ بلائین نازل
اے پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہو گا

آؤ گے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی و در زندان ہو گا

روز اک داغ مرے دلکو جو دینگے گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہو گا

ہو گی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہو گا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہو گا

آستین سے رہی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہو گا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو ہاتہ نگا دیا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجہ مرجان ہو گا

یونہین ہو گا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہو گا

تول لیگی اوسی نظر و نہین لا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہو گا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے ہم ان بھی دربان ہو گا

استخوان تن سے نکل آئین گی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہو گا

۲۵	اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہو گا	۱۰

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب ہے کے ہو ساتھہ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہے یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہے جو ساغر حباب کا

پرتو سے رخ کی چاندنی ہے سطح آب کا
ہے رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو نہین کمر کی بات
کیا ہے جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جائے کبوتر ہو نامہ بر
نامے مین ہمنے عطر ملا ہے گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ اٹھ نہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہوگئے ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہے چاندنی جو مری سیل اشک سے
جلوہ ہے چشم تر مین کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین تسی کیون بل کرین
سوئے کمر کو کیا ہے سبب پیچ تاب کا

جز سوز غم جگر نے مجھے پہلو مین کون دے
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نکلے زخم کے انگور سے کھنچی
ساقی شراب مین جو مزہ ہے کباب کا

چلنے مین نازکی سے غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سکو روند شوق سے اے توسن فلک
عالم ہلال مین ہے کسی کے رکاب کا

منظور ہے کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہے وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہے گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہے جو پابوس یار کو
اندازا وڑالیا ہے یہ ہمنے رکاب کا

بزم جہان مین ہی کوئی دم یہ مے سرور		ہر ساغر نشاط پیالہ حباب کا
مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب		توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا
دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا		لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا
یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے		وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا
وہ رشک مہر جاے جدھر منہ ودھر پھرے		عالم ہوا ہی مجھمین گل آفتاب کا
۱۱	کافر ہوا ہون ہیکی سے عشق بت وزیر زنار مجکو چاہیے موج شراب کا	۱۵
اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا		ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا
تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو		آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا
دریا بہت بھرا ہی مرے ساتھ دشت مین		ہی اس سے اسکے پاؤن مین چھالا حباب کا
مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق		رہتا ہی یاد زبان پہ مطلب کتاب کا
زاہد حرام حق کو نہ کہنا وگرنہ مین		جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا
میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی		اے میکشو حلال ہی پینا شراب کا
اوس مہ کا جی بھرا ہی جو دریا کی سیر سے		گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا
ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی		ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا
پانی چوائی کب وہ مرے منہ مین مرتے دم		صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا
چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی		دامان حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش تو گمان ہوا اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار یکتے ہین
ہر سبکے دل مین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوے یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی
گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

۱۲ اسطرح تجلی آج چمکتی ہی اے وزیر
شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا ۲۲

کب دی ہین وہ بھر کے پیالہ شراب کا
اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

ہم تو پڑا ہی کس ورو ندا انکی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ رو دن ہین فلک سے ملے سطح آب کا
پونہچا ودن آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے سے سطرین یہ وان ہوئین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

اے شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین عدونکی آتش آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کر دیا
دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک دہان زخم سے گویا ہون مثل نے — کیا منہ لگا ہون دیکھیے دیتا جواب کا
ای مستِ ناز روے خطِ جام دیکھکر — آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا
ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب — کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا
ہمراہ دل جلون کے ہی میکشی سے — ہوتا ہی ساتھہ خوب شراب و کباب کا
لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا — ہر سنگ غم سی پھول بنا ہی گلاب کا
اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پہ — کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا
رہ گئے وان کسطرح نہین خاک کو قرار — عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا
قطعہ
جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن — دریا رواں ہوا مری چشم پرآب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری — حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا
کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ہونٹھ ہون — منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

۱۳ تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب — کچھہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا ۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا — روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا
آیا خیال رونے پہ چشم پرآب کا — آنسو کے پوچھنے کو ہوا دامن سحاب کا
بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا — دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا
جھڑ لیسے میرے پوچھے جو تو شک گرد م کو — ای برق جلکے خاک ہوا دامن سحاب کا
آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا — ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تار شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُر دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردش مین زیر ابرو پہ خم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور رہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون رکھون جو مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے
ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موج مین بن گئین ناقوس مین حباب
ای بت کیا ہی تو نے جو نظارہ آب کا

کوئی صنم مین شوق سے میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کر کے شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴

گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سے شیشہ شراب کا

۱۵

آج ہمنے لب جانان دیکھا
ای خضر چشمہ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن اے ماہ
ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قد آدم ہی
جب سراپا نے مجھے حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون تصویر پیشہ
آنکھہ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریون کے ہوش اڑتی ہین
سمجھا کوئی نہین انسان دیکھا

پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

لیتے لیتے ترے بال آ گئے یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا ہی
جب سوِ گور غریبان دیکھا

ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان مین ہی گیا دل بیتاب
ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا

تجسے ای صبح وطن ہوکے جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکے مین ای دست جنون
پاس دامن کے گریبان دیکھا

اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جسنے تجھکو کبھی عریان دیکھا

۱۵	گر پڑی بجلی جو ہم ترٹپے وزیر روئے تو ابر کو گریان دیکھا +	۲۱

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا

جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا

طوق آہن خوں سے اک حلقۂ زر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا

غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم اے سرو قد ۔ جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے ۔ اک جنون مین اپنے ہی جامے سے باہر ہوگیا

خندہ دندان نما کر تارے آجائین نظر ۔ شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہوگیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پر شکر ہے ۔ یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہوگیا

نالۂ دل صور ہے خورشید محشر داغ ہے ۔ صاف اب روز جدائی روز محشر ہوگیا

تیرے کوچے کا جو چھٹنا یاد آیا خلد مین ۔ مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا

ابروے خم گشتہ کشتی چہرہ ہے دریاے حسن ۔ کھل گیا جب گیسوے پر پیچ لنگر ہوگیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا ۔ فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا

لکھکے خط ایسا مین رویا کے پہنچا یار تک ۔ نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہوگیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہے مے سے کام ۔ بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہوگیا

لکھی دیوان مین جو اوس مہ مخطط کی صفت ۔ صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا

خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا مین شوق مین ۔ قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا

گردن مینا ہی جب شاخ گل کو چھو لیا ۔ گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہوگیا

عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال ۔ پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا

لگ گیا جس سطر مین چہرے در دندانکا وصف ۔ دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا

اوس سر ابانو کے صدقے مین جو طائر چھٹا ۔ ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہوگیا

پاؤن پڑ کر سے مرے ایذا ہوئی ایسی وزیر

کب چھپیگا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یار سے چھپتی ہیں باتیں پر نظر آتا نہیں
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہوگی جور باغبان سے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیوں میں تو اوڑا دینا نہ اے دست حکیم
طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہے تو یوں دلکو سمجھاتا ہوں میں
آج ہے نا مہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ میں
خیمۂ افتادہ تو اے آسمان ہو جائیگا

گر زمیں سے ہوگیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

جل کے جو تمنے تہ و بالا زمیں کو کر دیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہمارے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کے میرے ساتھ اوٹھایا دشت پیمائیکا لطف
اب جو میں ٹھہرا ابھی تو سایہ روان ہو جائیگا

وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے میں سرتاپا زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے
منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ رو میں شبکو گر روشن ہوئی
اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا

ہر رگ و پے میں سمائی ہو تمھیں کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمھارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

کب سیہ کاری سے آوینگا فرشتونکو نظر ‏ — شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جائیگا

۱۴ یاد گیسو کی رولائیگی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہو جائیگا ۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا ‏ — دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جائیگا

سوز غم سے شمع روشن استخوان ہو جائیگا ‏ — جا بجا سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہو جائیگا

خاک میری لے اوڑا گر اوس سہی سرو کی طرف ‏ — باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہو جائیگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان ‏ — اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہو جائیگا

مہربان ہو مجھپہ یا نامہربانی سے تری ‏ — دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد ‏ — ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جائیگا

یار ہے نازک مزاج اور مین تحمل کیا کہون ‏ — مطلب دل لب تلک آکر فغان ہو جائیگا

ڈر ہے ایجرا آج قاتل سے نہو قطع سخن ‏ — ٹانکے لگ کر زخم میرا بے دہان ہو جائیگا

گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جانان اوٹھا ‏ — میرے نامے پر گمان استخوان ہو جائیگا

خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب ‏ — پردۂ غفلت یقین ہے درمیان ہو جائیگا

نکلے مستی وہ جائیگا لکھوٹا پان کا ‏ — آگ لگ جائیگی بعد اوس کے دھوان ہو جائیگا

صادقون سے وعدۂ دیدار گر جھوٹا کیا ‏ — صبح کاذب تری تیغ پر گمان ہو جائیگا

باتون ہی باتون مین پڑ جائیگا قصہ عشق کا ‏ — یہ سخن ہوکر مکرر داستان ہو جائیگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا اوسدم ای وزیر

۱۸ مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہوجای گا ۱۳

رخ سے سرکی زلف ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان رنگ اختر اوڑ گیا

پہنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

اے دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہے یار
گھر مین کیون آتا ہے پھر کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوہ جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہدتی ہے مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوون کے ساتھ دم نکلا مرا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صدقے آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش ہو سکا
طرفہ اک طوطی کمر کے قابو مین آ کر اوڑ گیا

کسکی روے حیرت افزا کا ہے آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدہ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹ بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہے اے وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا ۱۸

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتھون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری — کچھ لب گور سے فرمایئے گا
یوسف حسن اگر گم ہوگا — آپ یعقوب نظر آیئے گا
کر کے اثبات دہن کہیے وصف — دیکھیے منہ کی ابھی کھایئے گا
کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہے — بوسہ اک دیجیے دس پایئے گا
خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار — گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑایئے گا
مردم چشم سے آتی جو حجاب — آنکھ کے پردے مین چھپ جایئے گا
کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہے — ادھر ای دست جنون آیئے گا
کہکے پاؤن سے چلے یار کے گھر — ہم جو اوٹھنے لگین سو جایئے گا
کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی — دربدر کیا مجھے پھروایئے گا
کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ — جھوٹے موتی کسے دکھلایئے گا
جام ساقی سے جو مانگا تو کہا — بھر کے اشک آنکھ مین پی جایئے گا
مصحف رخ کی قسم مین ہے مزا — ہنسے قرآن پہ اوٹھوایئے گا
خط غلامی کا نہین ای یوسف — خط جو نکلا ہے نہ شرمایئے گا
ہنسنے یوسف جو کہا کیون بکتے — مول لیگا کوئی بک جایئے گا
حضرت کعبہ جو بن جایئے عرش — دل کی وسعت نہ کبھی پایئے گا

۲۰	ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر خشت خم لیکے جو بنوایئے گا	۱۴

مثل خورشید ہے اے گل یہ تن سرخ ترا
کیوں نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چھونے سے اوڑا جاتا ہے
تاب آغوش کی کیا لاوے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگوں کی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوہ شبنم و گل جب شب مے میں دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہے صفائی کی سبب عکس مسوں کا اسپر
خط سے یہ سبز نہیں ہے ذقن سرخ ترا

دست گلگوں نہیں جسطرح حنا کی محتاج
یونہیں بیکار ہے یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھ سکتے نہیں اس ڈر سے کبھی بھر کے نظر
کہیں بنجاوے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو ہم اے سوفا
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سے نظر آتی ہے
لطف رکھتا ہے عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشاں ہے خیال خط مشکیں ایدل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہیں خورشید سے روشن ہے تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیوں سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمہ موج تبسم سے یہ ہوتا ہے کبود
تاب کیا بوسے کی لاوے دہن سرخ ترا

۲۱
خونفشاں چشم ہے کس گل تصور میں وزیر
رشک برگ گل تر ہے کفن سرخ ترا
۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمھارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا میں دردمند ہوا | کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو | کہ رفتہ رفتہ کسی دن میں خود پسند ہوا

لکھا اسیرون کو اوسنے جو خط آزادی | ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری | ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی | تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح | دعا کو پہنچہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدہ وصل | ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدا ہی بسم اللہ | چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

بہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی | تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا | وہ آئینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا ازبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان | ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار | ہر ایک زخم جو سر گرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مے نے بہ تعظیم اوس پری وش کی | غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائے خفا ہو کے اوسنے پیسے جو دانت | ہمین تو سودۂ الماس سود مند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر | یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہے خالق ایک ہی اے بت اپنی قسمت ہے | تو بے نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین | غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

۲۴	مری غزل کی صفت کرکے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا	۲۲

پس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا ۔۔۔ جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا ۔۔۔ دعا بھی سجدے میں کی عجز پسند ہوا

نہ آیا محفل میں گر ایکدن ساقی ۔۔۔ دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس لو لا یار ۔۔۔ سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا ۔۔۔ فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جاناں نے ۔۔۔ کہ میرے سائے پہ بھی شبہۂ سپند ہوا

گراہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن ۔۔۔ فرشتہ خو تھا دل آخر کنوئیں میں بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیریں کا عکس دریا میں ۔۔۔ ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا ۔۔۔ شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم میں اوسکا گلا صراحی دار ۔۔۔ بلائیں لینے کو دست سبو بلند ہوا

بری ہے آہ اسیروں کی دیکھ او صیاد ۔۔۔ تو اپنے گیسوؤں سے بستۂ کمند ہوا

یہ آرزو ہے ترے دیکھنے کی آنکھوں کو ۔۔۔ دعا کو پنجۂ مژگاں تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو میں زہر ہے قاتل ۔۔۔ پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دل سے مرے آج رنج عریانی ۔۔۔ کیا شہید جو تونے نیاز مند ہوا

پہنے ہیں صورت دامن یہ زخم دو منہ آ ۔۔۔ گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکے بولا یار
یہ میرے وزد حنا کے لیے کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکے دم مین
پری کیطرح سے شیشے مین آپ بند ہوا

جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا

کرے غرور نہ طاعت پہ کچھ و زاہد سے
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پونہچا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگے دیکھیے اے طفل کیا پڑھائیگا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا

لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا
اک استخوان تھا سو وہ بھی اوسکے ناپسند ہوا

۲۳

جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے وزیر
جنون مین سنگ سے یہ چور بند بند ہوا

۱۹

حسرت ایجان کہ ہو دلبر سے دل زار جدا
مژدہ اے موت کہ عیسی سے ہے بیمار جدا

در پہ قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوئے تلوار جدا

چشم سے چشم بنی ہے جو یہ دلدار جدا
چاہیے تھا ہمے بیمار سے بیمار جدا

ہے یہ الفت مجھے سفاک نے جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہے آمرزش پہ
کب زاہد ہے جدا کب گنہگار جدا

تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
ابھی سر کٹتے کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا اے یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا — ہم جدا رونے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتو نسی جو چھوڑ نہین تجھی کیا ہی عجب — لب سی لب کو ترے کرتی ہی گفتار جدا

ایسا تیرا دہنے لگا یا کہ صفت کرنے لگا — دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ — اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسپکی آنکھہ — صورت دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیر و نے ای زندان بان — آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین — آنکھہ کے ڈوریکی صورت نہین زنار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اپنی جلدی — آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ ہے اور ساتھہ ہے — ونکو بھی ہجر کی شب مجھسے نہین یار جدا

میری آنکھو نہین شب و روز پھر اگر ڈہونڈو تم — چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو — مثل پیراہن گل پھر نہون سنہار جدا

۲۴ — ای وزیر اسپہ ہی اب گھمک تجھی شاہ — ۱۸
کہ تجھہ سے نہین حیدر کرار جدا

مر ہی جائے جو ہو گیسوے دلدار جدا — یہ وہ شب ہی نہو اس سحر کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک روان قفس مین یان بار جدا — تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابروے خمدار جدا — نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر — یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیمار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر — یار کے دوش سے جس دم ہوئی تلوار جدا
سایہ ساں ہم بھی ترے ساتھ تڑپتے جائیں — نہوں قدموں سے ترے کشتۂ رفتار جدا
تیغ ابرو ہے تو کچھ زلف نہیں ہی شانے — انگلیاں چھوتی ہی ہو جائینگی دو چار جدا
حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا — یاران دونوں سے ہیں تیرے طلبگار جدا
ہوں میں وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہروں کوئی دم — تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا
باڑھ بندوق کی ہے قلقل مینا مجھکو — موج کی ہجر میں دکھلاتی ہے تلوار جدا
ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ — استخوان سے نہیں اب زاغ کی منقار جدا
ساتھ لیجاؤں گل داغ فراق گلشن — ہوں وہ بلبل نہ بس مرگ ہو گلزار جدا
زخم آئینہ بنیں دیکھیں جو روے قاتل — بوسے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا
جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھا جو قاتل — ہو گئی میان سے از خود تری تلوار جدا
مارڈالے ہے ہزاروں کو نہ ہووے اسکے گزند — جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا
اوسکے گھر جاؤں تو حسد سے مجھے رہان گھورے — آنکھیں دکھلانے لگیں روزن دیوار جدا
ہے وہ دلچسپ تن یار کہ او تری نہ قبا — تار سے جیب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵ — حشر کے دن بھی تمھی لطف ہے اور دست وریہ
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا — ۲۵

مر گیا لیکن نہ ہیں منت کش گردوں ہوا — خاک سے پیدا ہوا اور خاک ہیں مدفون ہوا
ایک بھی مصرع نہ اوسکی وصف میں موزوں ہوا — صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اہ قمری مر گئی بلبل کا دل پر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہو گیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سو جگہ کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
اہ جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ ہی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلے ہی مر جا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سے دفن اوسنے کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سے اپنی شمع سان جلتے ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا
ضعف میرا حسن تیرا اون دنون افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہر رخ مژگان ہی ام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مقرون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس تیور الٹی چشم رقیب
آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصف ابرو مین ہمینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کا ہیدہ ونکو اوس نے اوٹھایا سلیے
آسمان تنکے لگا چنے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہوکے ناموزون ہوا

عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

٢٦	یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہہ ڈالین وہ زہیر وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا	٢٢

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسے جاری خون ہوا
شہسوار رو چلو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پر خون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

اونگلی جب رکھی الف پر شرم سے وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو گئین وہ مجنون اس سے طلی مرا ہامون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا

اسقدر ہین جسم دل ہون جسکی ٹوٹی ہین خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پر خون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب وحشت کا اپنی گذر
ماہ نو کا ٹانا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہو واژگون خورشید بھی ہو واژگون
کسنے پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یا
رتبۂ مے سے دو بالا رتبۂ افیون ہوا

وصف چشم مست سے ہر دائرہ ساغر بنا
ساقیا شکل بط مے طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین
طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مر گئے
دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا

مر کے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے
یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے
صاد کے قابل ہے یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کھلائی ہین مری وحشت نے دیکھا عندلیب
سنگ جو آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتے نہین
چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہوش کے رخ پہ گرمی سے عرق
چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاؤن پڑنے پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین
گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷	ہو گیا لبریز مے اعجاز ساقی سے وزیر جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا	۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سے مجکو کار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین
عشق تب بھی گلے کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک
خاطر یار ہی پہ بار رہا

سٹھن گئی جب کہ تو نہ آئیگا / موت کا ہمکو انتظار رہا
گل لالہ ہمارے مدفن پہ / دل کے داغون کا یادگار رہا
ہون وہ گریان کہ میری تربت پہ / مدتون ابر اشکبار رہا
سر جھکائے رہا سدا گردون / کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ / مین تو وحشت مین باوقار رہا
شعلہ رخسار آئے راتون کو / یون چراغان سر مزار رہا
صورت گرد باد گرد پھرا / ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا
اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے / درد پہلو مین یادگار رہا
چلے ٹھکرا کے میری تربت کو / خاک سے بھی مری غبار رہا
ناز نے دی نہ رخصت آگے اوسے / و وقت دم جب مرا مزار رہا

۲۸ چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا ۲۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسوؤن مین شام کا / طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا
وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا / گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
مین نہین پر مین نشان باقی ہی میرے نام کا / ایجنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا
موت ہی زاہد کو پینا بادہ گلفام کا / ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا
روز فرقت نے ہمارے منہ کیا شام کا / یون پھری ہم سے بھلا ہو گردش ایام کا

پھر تھا محفل سے جانا ساقی گلفام کا — شیشہ کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی ہر جام کا

ساتھ اوسکی مین بھی کھنچ جاتا ہون ضعف سے — سایہ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی — ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹھا پاون سیر کو سو گئے — کوچہ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب بھی نہ مجکو بسکہ امید سحر — صبح کے تارے پہ چھوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین — مین مسخر جام کا تو نفس نافہ جام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم — دیکھنا پتھر سے پھر سر پھوڑنا بادام کا

لاہی ہی کس دشت مین یارب مجھی سرگشتگی — جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین — بار ہم کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہوت یاد — چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھون سے اشک — یاد آجاتا ہی ایسا ساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے — حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے — حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت مین حالم سرس — ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۴۹ اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا ۲۵

ساغر بنا جو ہجر مین گردہ ہلال کا — شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

موے کمر ترا بنے پھندا جو بال کا
پھنس جاے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہماے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مراد و وصال کا

تصویر کھنچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسّی لگائی ہی
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مردے جیتے ہین سنکے یہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے در دندان سے منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری ہی جو کہون یہ وہی بیان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب دلا کر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھا کے جو دیوانہ کر دیا
پہناؤ طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلے کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار ہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتونکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا ترے رخ سے نکو خوف
سپر تو فلک نہین یہ جو ہی چاند ڈھال کا

پونہچا مین کیا ہی گھات سی دندان یار تک / کاہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا
غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سے نسیم / انداز اوڑا لیا ہی نے تری بول چال کا
ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا / شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا
برسون زمین شعر مین بیجا چال ہی رہا / مضمون بندھگیا جو کبھی تیری چال کا
ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے ہیجا ئین یا نصیب / لوٹے اوگالدان مزا اوس و گال کا
جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور / روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

١٦ | برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جدا ای وزیر / کچھ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا | ٣٢

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا / بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا
شمع سان لیکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا / مثل فانوس ہوا ہی پیرہن تن اپنا
داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل / ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا
یار کو ایسا چھپا تین کہ ہوا بھی نہ لگے / شکل فانوس ہوا اوس شمع کو دامن اپنا
کیون نہ صحرای قیامت ہو پئے وحشت و / کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا
ہمتو ای شمع رخو حسن پہ مست ایسے ہین / صرف فانوس ہو پھٹ جائے جو دامن اپنا
یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی / دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا
اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو رکھتا / غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا
خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن / جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو
دوست سے اپنے لڑاتا ہون مین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوے پیری مین اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو جوبن اپنا

ہاتھہ دکھلاکے یہ بولا وہ مسلمان اوہ
ہو گیا دست نگار ابتو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری چشم
بند کر لیتی ہے دیوار بھی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

ہنس اٹھین پھبتی تھے سن سنکے ولا پڑہ گوش
اتنے ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۲۳	آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا	۳۱

مری وحشت ہی عالم محفل ہی مین صحرا کا
ٹپک کر مے کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا

ہمین وہ ہے ترے دیکھنے ہی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کے حلقو مین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نے پہنچا دیا ہے سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گھٹنا کف پا کا

ہوا مستی مین جب اپنا گذر گلشن مین اے ساقی
ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا

کسی شوخ چشم کا وحشی ہون صحرا ہی پہ گر اوون
پیالہ ہووے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا

گلے سے سرخی پان وقت مے جو نظر آئی
ہوا شک مے کا شیشونکو گردن ساقی مینا کا

پریشان صورت سنبل ہے حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض کے شیدا کا

صراحی دار گردن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہے
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہے مینا کا

اوڑاتین دھجیان ہمنے تو اپنے جیب و دامن کی
اجازت دے جنون ٹکڑے کرین دامن بھی صحرا کا

بحر بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر وہین — بڑا مضمون ہے ای چشم تر اشکون کی دریا کا
بہا ایسا ہی خون تلووں سے اپنی خار چبھ چبھکر — برنگ دامن گل اپ جنون دامن ہے صحرا کا
کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا — دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا
بھلا کیا کوئی گل بنا ہوا اس گلشن مین اے بلبل — نہین جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا
لڑائی بے سبب کرنا بہانا کرکے کچھ ملنا — اوٹھاتی ہین مزا وصلت ہین بخشش ہا ہے بیجا کا
مرا صیاد دام زلف کو ہے تا کمر کھولے — شکار اوسکو ہے منظور شاید آج عنقا کا
اب آئی آفتاب اس شام مین تیری ہی جا خالی — مثلا بان ہے پنبہ چرخ مین عالم ہے مینا کا
مری وحشت بجی زلف یار سے ہی سلسلہ رکھتی — دھوان زنجیر ہے میرے چراغ داغ سودا کا
کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی — ہمارے ہاتھ مین جام ہے عصا شیشہ ہے صہبا کا
پر عنقا مسین ہین اور وہان تنگ عنقا ہے — دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہے عنقا کا
ہوا مثل صدف صحرا ہماری گشت گردی سے — کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہے ہر آبلہ پا کا
عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہے رنج و راحت نے — کہ گل تو آشنا سر ہوا اور کانٹا کف پا کا
تو وہ معجز بیان ہے تجسے عیسی کو نہین نسبت — کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہے کام عیسی کا

۳۲ — وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا — ۱۹

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا — خود مین گرفتار بلا ہو گیا
بیٹھے بٹھاتے تمہین کیا ہو گیا — اوٹھکے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہو گیا — دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

ہی قد خم گشتہ مرے مرحبا — ایک تھا کہنے کو دوتا ہو گیا

وحشت آلہی ہے زمین اے جنون — جان کے مین برہنہ پا ہو گیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا — تیر اکبوتر بھی ہرا ہو گیا

چھوٹتے ہی وہ زلف سے رو پڑے — تجکو جنون باد صبا ہو گیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ — ہاتھ جدا پاون جدا ہو گیا

پرتو رخسار بنا آفتاب — نقش قدم ماہ لقا ہو گیا

وصل ہو جب تری شمشیر سے — بند سے بند اپنا جدا ہو گیا

بزم مین کس مست کی ہے آرزو — دست سبو دست دعا ہو گیا

لب کے پہنچ کشتی مے ساقیا — اشکون سے طوفان بپا ہو گیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار — ایک مرا نامہ جو وا ہو گیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین — کی جو دوا درد سوا ہو گیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا — سامنے پریون کا پرا ہو گیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک — زخم کے کھانے کا مزا ہو گیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا — خط مری قسمت کا لکھا ہو گیا

دولت دیدار لٹاتا ہے یار — آج فقیرون کا بھلا ہو گیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

٣٣	مفت میں انگشت نما ہو گیا	٩
آنکھوں میں تیرے کیا میں سبکبار ہو گیا		نظروں میں تولنے کے سزاوار ہو گیا
بے وجہ زلف کا میں گرفتار ہو گیا		بے جرم بال بال گنہگار ہو گیا
ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا		روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا
آنکھیں لڑائیں تو نے ہیں بیمار ہو گیا		اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا
رہتی ہے دید چشم تصور سے ہجر میں		نزدیک دوربین سے دلدار ہو گیا
برسات کے دن آئے تو جگنو نکل پڑے		رویا جو میں تو نالہ شرربار ہو گیا
بیٹھی چھری سے تو نے بنایا اگر قلم		خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
مستی میں پائے ساقی بیہوش پہ گرا		بیہوش کیا ہوا کہ میں ہشیار ہو گیا
کرنے لگا ہے شکوۂ جور و جفائے یار		دشمن ہمارے دوست سے بیزار ہو گیا

٣٤	وله	٩
ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا		بس ثبات بحر دنیا کھل گیا
راز دل کتنا چھپایا کھل گیا		حال اس دولت سرا کا کھل گیا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا		خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
آنکھ سے رو بال سر کا بعد مرگ		چشم تر کا آج پردا کھل گیا
تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن		یا تو نہیں یا تو ہیں عقدا کھل گیا
کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری		ناخن خنجر سے عقدا کھل گیا

بے زبانی باتین سنوانے لگی — گالیون پہ منہ تمھارا کھل گیا
تھا قلمبند اپنی آزادی کا حال — خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا
خط پہ خط لاتے جو مرغ نامہ بر — بوسے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۲۴	ولہ	۳۵

نیمچہ سر تک پہونچکر تیز تر ہونے لگا — دیکھ او قاتل فسان و ران سر ہونے لگا
حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا — اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا
سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا — آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا
یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا — بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا
سختی ایام دوڑی آتی ہی پتھر لیے — کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا
دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد — تو نے توڑے پھول بلبل کے بال و پر ہونے لگا
ہو چلا پانی سے پتلا روئے تابان دیکھکر — آفتاب اک کاسہ شیر سحر ہونے لگا
کیا چمن مین شاد ہو مین بلبل نازک مزاج — گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا
ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے — دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا
جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے — ابر رحمت سا قبا دامان تر ہونے لگا
لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آئیگی — گرتے گرتے لامکان تک گھر ہونے لگا
آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند — چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا
او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر — ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونے لگا

سخت جانی سے چھٹرین چنگاریان ہنگام ذبح
سنگ آہن ملکتے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائے سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھ کے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دل مین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنے لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہی ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو کا اشارے کیسا ای ساقی کہیے
ہیچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

پڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

٣٦	جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت وزیر موج آب زندگی ہر سطر تر ہونے لگا	۴٠

خود سے پنہان عارض رشک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کے پرزے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہی مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سے
ابرو جھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہوں
قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا

حسرت اے پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا

قد قیامت کا الف ہے میم محشر ہے دہن
اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا

بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہے بدر
نیمچہ یوں دست قاتل میں سپر ہونے لگا

بلبلوں نے آنکھ ڈالی ہے رگ گل جانکر
ٹیکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا

دو ہی باتوں میں ہوے وہ دہن میں بے زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا

پیار کسکو تیری آنکھوں پر بھلا آتا نہیں
سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا

ہے رواں ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف
پہلی منزل میں جدا ہر ہمسفر ہونے لگا

خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر
رات مجکو شبہہ شق القمر ہونے لگا

تجھسے لڑکر ہم جو آئے باغ میں اے جنگجو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا

اب کوئی رستا بھٹکتے ہیں ہم اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر ہونے لگا

کرنے میں ہر روز گلگشت ریاض کوے یار
جیتے جی فردوس میں اپنا گذر ہونے لگا

تنگنائے دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا

جب پڑا وحشت میں عکس گوہر ہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

آبلوں سے پاؤں اب دست درافشاں بنگئے

٣٧	ہوگئے تیمور پاسے حرص جب توڑا وزیر ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا	٢٣

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہوگیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہوگیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالۂ گل بادام ہو گیا

کیا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہی دل کا جو پتھر او کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہی آب خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچا یا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

اب تو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکی عشق مین
بادام گھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلو سے شیشۂ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہی مچھلیون کی عوض تیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جانسے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف سے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب مین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد روئے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد ہیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہو گیا

گمنام مین ہوا جو ہوے آپکے دہن — گو اس نگین کے ساتھہ مرا نام ہوگیا
راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا — درکار اب بھی جامۂ احرام ہوگیا

٣٨ کیا جلد آیا جبر مین دون نقد جان و زر
پیک اجل تو قابل انعام ہوگیا ٢٣

سودائے عشق بادۂ گلفام ہوگیا — گردن مین طوق عکس خط جام ہوگیا
موقوف دور گردش ایام ہوگیا — روز سیاہ زلف سیہ شام ہوگیا
رخصت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار — آرام دل بنا تو دل آرام ہوگیا
مژگان پہ آگئے ہین مگر اشک ہای گرم — خسخانہ چشم تر کا جو حمام ہوگیا
ساقی نے دی شراب تو کوتاہی اسنی کی — شکل دہان شیشہ لب جام ہوگیا
طاعت مری سبب ہے اطاعت کا یار کی — مین اسکو پوجتا ہون جو بت رام ہوگیا
آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا — دانے نے کی جو نشو و نما دام ہوگیا
صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن — خط پھول سے عذار پہ گلدام ہوگیا
درد فراق نے ہمین بار آلو کہتے ہین — کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا
رتبہ بڑھایا آپ کے قصر بلند کا — جھککر فلک کلاہ سر بام ہوگیا
ہزیان تپ فراق سی بکنے لگا رقیب — نکلا مرا بخار اوسے سرسام ہوگیا
دل شاد ہو تری عرق آلود زلف مین — مچھلی کو موج آب نگہ دام ہوگیا
اے روح دیکھہ صنعت پروردگار کو — مشت غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی کمر کے جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ میں مئی آشام ہو گیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کے واسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہو گیا

کم کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہو گیا

آنسو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہو گیا

دل سے تو اونکو دور ہین بیٹھے ہین گو قریب
جو روبرو سخن ہوا پیغام ہو گیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہو گیا

پیری مین او جوان ہوئی امید یہ قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہو گیا

چلتی ہے کفر و دین کی شراب و آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہو گیا

سیکھے آب و نار و خاک و ہوا سے بلا پٹو
اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا

٣٩	یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون مشہور گو وزیر مرا نام ہو گیا	٩

نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا
مدد اے خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہے
ہے مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسو پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قید ہے زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہے گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہے غضب اے یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہے یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نہین — ہی چراغ تہِ دامان بلا
گرمی رخ سے عرق ریز ہی زلف — ہی گہربار یہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو مژہ — ہی یہی شیر نیستان بلا

۴۰	وله	۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا — گرداب بنا چشمۂ سیماب کا پھاہا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا پھاہا — رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پھاہا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا — ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پھاہا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا — اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا پھاہا
چلکے مین ہی زخم دل بیتاب کا پھاہا — کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا پھاہا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا — لو ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا
گلکاریان کی ہین تہ زر داغ جنون نے — سچو لام کا پھاہا ہی نہ کمخاب کا پھاہا
ہی پرتو ترے عارض کا چمن مین گلگشت — ہی داغ دل لالۂ شاداب کا پھاہا
قاتل کی صفت کرتی ہے بینگے دہن زخم — کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا پھاہا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی — چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پھاہا
پھوڑے کیطرح پھوٹ بہین اوربھی آنکھین — رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا پھاہا
ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے — اس غنچۂ مینائے مئ ناب کا پھاہا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا — درکار ہوا مرہم نایاب کا پھاہا

چار آنکھیں ہوتین زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت ہی مشہور ہوا ہی
اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی گویا کہ یک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے درزخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکھدو پہ پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

اوتری جو مرے زخم سی تو لی اوڑہی بلبل
ہمرنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوی پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم سے لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسنے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا ہے مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن درزخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانک کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے مین ہی نقش قدم ہی
اوٹھتا نہین جراح سی تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدی کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اوڑادی
پردا اٹھا گر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پہونچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

۴۱	آئین نہ وزیرا وسکو نظر رخشم دل زار بجائے اگر آنکھہ بھی تیزاب کا پھاہا	۴۳

جو پھر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا — بڑھایا تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا
بیان ابرو قاتل سے منہ چھپائی تیغ — جو بیٹھہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا
ہمیشہ گریہ و زاری رہی کہ خونباری — جو اشک تھم گئے تو آنکھہ سے لہو آیا
نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا — جو حکم سجدے کا عاشق کو چارسو آیا
اگر زمین کی پوچھی فلک کی اوڑنی کہی — یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا
سما گئی مرے سینے میں مثل دل شیشی — تمھارے محتسبو ہاتھہ کیا کدو آیا
وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون مرشع — زبان جو بند ہوئی وقت گفتگو آیا
زبان کٹ گئی دانتون سے لگئی تعزیہ — کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا
گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا — جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا
پلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ — دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا
غضب سے دیکھا جو پھیلائی مینے پیار سے ہاتھہ — خدنگ جانب آغوش آرزو آیا
جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے — غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا
ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر — کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا
ہوئے درخت نہین گلبگ ساری پتے سبز — چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا
سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد — ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو تجھکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
سحر کو آتے ہی حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
بجا ہی روح ہمارے بدن مین گو آیا

جلایا طور کو جسنے وہی گری بجلی
کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا

دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ لو جا ہی
تماشا دیکھنے میرا او ماہ رو آیا

نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا پھر آنکھ دکھا
مزا نہین ہے اگر جام بے سبو آیا

نہائی خون مین ہم ہاتھ جان سے دھولے
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

۴۲ برہمنو جو بھی کفر تازہ تازہ ہے
وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا ۹

خط سیہ کا نٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ تجھے سیب ذقن بیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا

زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہے دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا

بڑھ جائیگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
سمجھے یہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا

یہ کفر جو آستین سے لو پہنچا ہے کوس تک
ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا

آنسو نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا

جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش رہ
مجھ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہے یہ روضہ وزیر کا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہی دھوکے کی ٹٹی دار بست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہی گردش افلاک کا
منتظر ہی شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہننا بگلجی پوشاک کا
ہو گئے ڈھیلا ضعف سے اوتر ہی جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس بگلجی پوشاک کا
خوب ہو جائی سفیدا می ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت مین نہائے دیکھکر تجکو حسین
ہاتھ مین دستانہ کیسا بنگیا دلاک کا

آفتاب جام می نکلا تو اوس کے لیے
بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی ہی کہین تہ بہ تہ گم پوشاک کا

کون ساقی ہی می غم سے جو ہوتا ہی سرور
ہاتھ مین کس کے ہی ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہمنے وہ فریاد کی
ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا تاک کا

پوچھ لینگے راہ وحشی کوچۂ زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہین ہوتی ہی بے تحریک روح
پاؤن سر رکھکے چلتا ہی مرکب خاک کا

زہر کھاتین گل چمن مین خال جانان دیکھکر
داغ مین لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴	ای وزیر اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا

بڑھا یہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک بے طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
کہین پسینے مین اب ای جناب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے سرشک
ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوے
تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب بنتا ہی پرون سی جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا اکٹ کے میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

بلا ہون دامن صحرای بیقراری مین
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

	وله	
سیکشی پر مستعد ہی بت جو تو ہو جائیگا		سنگ بھی قالب تہی کرکے سبو ہو جائیگا
وحشیو نکے زخم کا جراح کیا جانے علاج		زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جائیگا
حسن یوسف سے فزون تر ہی رسول اللہ کا	وله	ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا	وله	سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا
خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا	وله	پیشتر گرنے سے اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین	وله	دشمن جان سے کیا حجاب کیا
جا لگے گور کے کنارے ہم		کوچ کی ٹھہری یا تراب کیا
ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی	وله	گرہ پڑجاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا
جلادیا نہو گلشن مین آتش گل نے	وله	دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانے سے اٹھا
۴۵	ردیف بای موحدہ	۱۴
بات کا اپنی نہ جب پایا جواب		ہم ہیں سمجھے وہ دہن ہی لاجواب
باتین سنوائین لب خاموش نے		ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب
بے نشان ہی وہ کمر شکل دہن		کون سی شے ہی نہین جسکا جواب
سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض		وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان		غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے		مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہی تو مین ہون بے زبان
یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑ کر
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶ سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب ۱۲

آتے ہو ہمیشہ کرنے کو بیداد یا نصیب
بھولے سے ہو ونکو تو نہین کیا یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئی
ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہم تو کسی سرو کے بغیر
دیکھین وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

ایذا ہین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو تجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اڑا دیا
ہمت جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

۱۲۶۱۱۳

تمام رات دم بھی حسرت دیدار ہی رہی — کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب
دل یار سے لگاتے ہی نظرون سے گر گئے — کیا اپنے عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب
بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین — پیرا اسکو اک ہمین سے ہے یاد یا نصیب

٤٧
واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب
٩

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب — اندنون کچھ آسمان پر ہی دماغ آفتاب
گر کہون مین راتکو کسیجا لوگ کے تو کہے — ہی وہ نادان اسکو جو پوچھے سراغ آفتاب
شمع روی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب — مثل شمع صبح بجھ جائے چراغ آفتاب
ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون جام — ساغر مہ آنکو دون کو ایاغ آفتاب
چین گیسو سے ذرا دکھلا دے عارض کی چمک — یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہی چراغ آفتاب
سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر — ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب
دانت تارے ہین مسی ہے رات پیشانی ہے صبح — قد ہی شمع ماہتاب و رخ چراغ آفتاب
خط کے بیچ سے نکل آئے ہین یون رخسار صاف — ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کے داغون کیطرح روشن ہی چراغ آفتاب

کریگا دید سے قطع نظر خواب — تمنا وصل کی اور اسقدر خواب
شب فرقت کرے عزم سفر خواب — مری آنکھون نے لے پائی نظر خواب

۱۴	ردیف بای فارسی	۳۸

عبث چھوا ترے گیسوی عنبرین کا سانپ — ہوا ہی ہاتھہ امیری آستین کا سانپ
چمن مین دیکھکے زلف سیہ ہوا نادم — سفید ہو گیا ایجان یاسمین کا سانپ
دل فگار جو بنا کے کرتے کہا ہی وہ زلف — صدا ہی نہ کیطرف آئے ہے کہین کا سانپ
کریگی پرورش زلف صبح عارض یار — پیے کا شیر سحر سے جبین کا سانپ
نہین ہی روی عرقناک پر وہ مشکین زلف — یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ
خیال زلف مین جو کرو جو شک لوچھو ہین — ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ
تمہاری آئینہ رخ پہ زلف مشکین ہی — حلب مین بہنے لگا ابتو ملک چین کا سانپ
کہونگا دیکھکے مین جین زلف مین در گوش — اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ
جو چھل گیا کبھی مو باف قہر آئیگا — ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ
دبا کے ہونٹون مین گیسو کونا سر لو لے — بجا ہی شیرہ عادی ہی انگبین کا سانپ
کہا جو ہنسکے نہین دونگا بوسہ کاکل — تو موج خندہ لب ہو گئے نہین کا سانپ
اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھہ مین لو — چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ
تمہارا گیسو انکار پڑھ کے نفی ہو — طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکو نکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ — آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

۱۳	ردیف تای فوقانی	۴۹

دیکھین گر سرو قد یار درخت — گڑین قدمون پہ سایہ دار درخت
سنگ کھاتے ہین بار بار درخت — اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت
کب ہین مانند قد یار درخت — ہین شگوفون سے داغدار درخت
عشق پیچان کیطرح لپٹو ہین — دیکھون گر مثل قد یار درخت
داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا — گل کھلا کر نہ لایا بار درخت
زلف مشکین کو کھول دے او سرو — تا کہون ہے یہ مشکبار درخت
وہ شجر ہے ترے نگینے مین — سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت
وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے — نخل ماتم سر مزار درخت
پھل جو ہے مجکو پھل ہے برچھی کا — ہجر مین ہین مثال دار درخت
کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے — اے جنون کیا ہون بار دار درخت
سرو صدقے مین ہوگیا آزاد — دیکھین اب کون ہو نثار درخت
چشم بد دور آنکھین ہین بادام — ہے قد یار میوہ دار درخت
شاخ شعلہ ہو پھول انگارے — جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵۰	ولہ	۵

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ہی فرصت — ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت
قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑ کے خاک اپنی — پس مردن نہ دیتی ناتوانی ہی مری فرصت

ہی غربال بہر بازی طفلان مری گل کی | فلک نے خاک چھنوالی نہ مرنے پر بھی ہی قسمت
صدای کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف نہین | نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت
نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا | رہی بیکار اب دست جنون کو ہوگئی فرصت

٥١ | ولہ | ٥

تنگی دہن سے ہوا اڑی بات | چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات
کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی | لب تک آکر پھسل پڑی بات
مطلب پہ اگر زبان دو تم | ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات
دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے | ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان | موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لے ابتی ہی زاہد کسکو سودای بہشت | ہم سر رنگ بلغ دے ڈالین ہاتھ آئی بہشت
جاؤن دوزخ کو نہ لون احسان دربان بہشت | ولہ | کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

٥٢ | ردیف ثای مثلثہ | ١٩

بھولے تم حرف وفا کیا باعث | ہاے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
زلف کو مشک کہا کیا باعث | ہوی ہمسے یہ خطا کیا باعث
کس مسلمان کو بت قتل کیا | کرتے ہو شکر خدا کیا باعث
ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب | کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی | سر مرا ابھی سے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپونہچا | وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے | دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا | داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یا اوسے کچھ غیرون نے | خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے عار | اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے | گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے | پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث

مجنون وحشت مین کا سونے مجھے | پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسیے گا نظرون مین | سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی | آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۳ ردیف جیم عربی ۲۰

ہو گیا دل مین خون آرزو آج | کہ خون آلودہ ہی اشک عدو آج

ہوئی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج | کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور | خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی | ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا ہی ہمین | لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا اسے قیامت
دکھاوے [illegible] لب چلکے تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے
ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کے جانے سے پہلے
اجل رکھلے ہماری آبرو آج

گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے
ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج

جدائی ہو گئی ای دوست تجھسے
برآئی دشمنون کی آرزو آج

پونہچ جائے مرا سرپاے خم تک
ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سے
خبر لیناسگ دلدار تو آج

تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی
گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یکس کافر نے ابرو کو دکھایا
نہین قبلہ نماتک قبلہ رو آج

حنائی پاؤن سے کس گل نے رونڈا
ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا
زیادہ کل سے ہی درد گلو آج

نہ بچھون گا جو فردا سے قیامت
دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

ترے کوچے کی شاید راہ بھولی
صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے مجھے
پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

٩	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	٥٤

نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج		دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج

آمد آمد ہو مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون رخ شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
اے جنون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار پہ
لے اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہی کچھ
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا نہین خوف ہمین
کیون وہ تڑپا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر اے ترک
ملک دل پہ ہو قبضہ تری تلوار کا آج

۲۳	ردیف حای مہملہ	۵۵

زندہ درگور انتہی ہین بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی جسپن آیا ترے آنے سے ابھی آرام روح
اب نہین ہی رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یا دلبر شیرین چال
بیٹھی لیوی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سے اندام روح

تیغ یا عد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جوہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہوگا گر اسیر کا ہی ذوق
جسم ہی کر لے گا ای صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد کیون دکھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن بیداغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھ او سفاک خنجر اپنا یہ جام روح

ردیف الحاء

جسم سے نکلی تو پہونچی کعبۂ مقصود تک
بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح

دو ہی دن مین نوجوانی رنگ پیری لا چکی
ہی جہان جسم اکدن صبح ہو گی شام روح

تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی
ہی برنگ سایہ پا ہی جسم سے اندام روح

جو بنی ہی جان پیکر دون اشارون سے بیان
بے دہن سے بی زبان ہو کر کہوں پیغام روح

لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا
گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے
موج بوی گل ہوی اس باغ مین گلدام روح

سوز غم سے آب و خاک و باد ہین آتش مزاج
چار عنصر کا بنا جو مکھ چراغ خام روح

طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا
جسم فرط لاغری سے بنگیا ہی دام روح

جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ
ابتو ششدر ہی سراپید زیر بام روح

کوی تو جان جہان جانسرے دلمین ہی
دمبدم پہونچاتے ہین ہر یک نفس پیغام روح

ہی بگڑنا ان جسمیان جہان کا اک بناؤ
پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح

صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا
کیون نہ ہو گردسکر وحی بنا یا جام روح

اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پروازیان
پا بگل ہی جسم خاکی سے اوٹھے کیا گام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہین ای وزیر اب تو نہین ہی درد جگر آلام روح	۱۹

پھر گئی تیری جو چشم مست آشام روح
جام سان گردش مین ہی اب تک نا فرجام روح

پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح
بیقراری دل کی پھر ہونی لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی
انقد دل دیکر کہوں قاصد یہ ہی انعام روح

خوب ہے دیوں نکو ضرر پونہچا سکے کیا انقلاب
حور پہ جا آئے جو لکھے کوئی الٹا نام روح

آج سے روح الامین تجکو کہوں پیغامبر
میری روح اللہ تک پونہچا دیا پیغام روح

اوس بت کافر کو بتاتی ہین کیا کیا کچھ لکھا
دین و ایمان حسن اجل جان آن آرام روح

کیا مکان جسم ہوا اپنے مکین کا شیفتہ
پھر رہا ہے ساتھ قصر بے در و بے بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کہ بے تاکید دست
کھینچ لیتا ہے نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر کسطرح
دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ کہ آ لو پہنچا ہے عشق کفر زا
بھاگ جاتے دل الغل ہین بلا اسلام روح

کیون غضب ہین آگے ہم رکھتے ہو قبضے پہ ہاتھ
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
خضر آب زندگانی سے بھر گیا جام روح

سنکے اسم حور بے دیکھے ہوئے مرنے لگے
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح

تھی سپہر عرش پا اب ہے اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
کاغذ تصویر پہ مانی نے لکھا نام روح

الامان ای رعب پیری ای جوانی الغیاث
گر گیا عشقہ بدن کا سب وہ تھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی سب پے بہ ہم
رفتہ رفتہ بن گیا چورا ہا قصر خام روح

جا لگی کسکو خبر دل ہی نہیں ہے ای وزیر
ہو گیا گم وہ نگین جسپر کھدا تھا نام روح

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے بھر گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہوں شرم سے جب حیا و عذار رنگین مین
قباے گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

ردیف دال مہملہ

۵۷ | ۱۹

بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہو گئی دیکھ کے سیما تن گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر موے کمر اوس تن خودکام سفید

ہو گئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام ہی تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہوں وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید

میکشی جام سر و مہر سے کرتا ہوں مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرخ کی دنبالے پہ
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسو ہی سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوئی صبح بس اے غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

دو دن جو تشبیہ نہیں آنکھوں میں جچ بی چھائی	ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید
بادۂ گلرنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہے	سایہ ہوتا ہے سیہ گو ہوں در و بام سفید
مہ نو تجکو یہ دیتا ہے دعا پیر ہو تو	ہو مری طرح سے ابرو سے سیہ فام سفید
ہم اسیروں کی طبیعت میں ہے یہ رنگینی	کریں گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید
کچھ تعجب یہ نہیں میری سیہ بختی سے	ہوں نہ پیری میں اگر مجھ سے سیہ فام سفید
اسقدر ضعف ترقی پہ ہے ان روزوں میں	لکھیں سرخی سے تو ہو جائے سر نام سفید

۵۸	چشم مخمور صنم دیکھے تو روئے یہ وزیر چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید	۲۵

دہن کی طرح کریں گوش سامعاں فریاد	بتو خدا انکے آئے تا زبان فریاد
فلک سے گذری گئی تا بہ لامکاں فریاد	پہنچ گئی ہے کہاں سے مری کہاں فریاد
کروں میں پیر دم رخصت جواں فریاد	چلے جو تیر تو کرنے لگی کماں فریاد
شب فراق میں کیا کیا ملے انیس مجھے	رفیق درد شفیق آہ مہرباں فریاد
فغاں کروں کہ ہے سبقت بہ طوطی خط	ثمر بچانے کو کرتے ہیں باغباں فریاد
گئی زمیں سے فلک تک فلک سے عرش تلک	پھری تلاش اثر میں کہاں کہاں فریاد
دکھائے یار کرامت تو میں کروں اعجاز	وہ بیدہن کہے باتیں میں بے زباں فریاد
چھپا ہے گیسوئے مشکیں میں رخ کروں نہ نالے	ہوئی ہے رات کرے کیوں نہ پاسباں فریاد
کسیلئے کوچۂ کاکل میں دل ہے یوں نالاں	تمام رات کرے جیسے پاسباں فریاد

جہانمین شور سے کھینچتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے ہوئی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل و اخدار نالان ہو
کرے برائے گلستان و بوستان فریاد

ہوا نصیب وہ م خصت جو سنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد و غم فغان فریاد

ولا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو چپ
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمھاری تیغ نے کیا کیا زبان و رازی ہائی
نکیون کرین وہن زخم کشتگان فریاد

لہو پئینگی نہ جب تک وہ انکھے کی پیاس
کرینگین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھاے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے سپتی ہوئی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش کیطرح ہون مین وہ رہی لب سے
جو منہ لگا و تو سن لو مری فغان فریاد

ذرا تدن تجھے دیکھین تو پھر جلا جل سا
کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی لب نہان فریاد

برنگ نے ہوئے روزن جو خار چبھ چبھ کر
کرینگی اب مرے پاؤنکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہین وہ انگلیان وہ چٹکاتے
یہ اونکے ہاتھ سے کرتی ہین انگلیان فریاد

٥٩	وزیر نالے صدا لئے شکست رنگ سے کر وہ بید ہین ہر اب تو بھی ہے زبان فریاد	٣٦

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد
سدا نکلتی ہی گنبد مین تو آ مکان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پہ
ہوئی ہی ضعف سے محتاج نر زبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جس طرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نَے ہوے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کس نے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگِ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین مشت استخوان فریاد

کوئی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمہارے دل مین نہ جا جانے ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہے فلک وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروے یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہون
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہین سکتا ہی ایک حرف خوشی
ہوئی ہی اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو روؤن دیدہ روزن سے روئین دیوارین
کرے فغان لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدائے خندہ سے رہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہی دم رقص ان کے گھنگروؤن کی صدا
کہ تارے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی — کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو پس مرگ — چراغ مردہ کرے آپ سے کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل — کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد

چھپی ہے کانٹے کے پردے مین شرم کے مارے — جو بے اثر کبھی آئی ہے تا زبان فریاد

خیال لعل و رخ آتشین مین نالان ہون — عجب نہین ہے زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہین خوشی سے زیادہ ہے غم مرا اشتیاق — ہنسی سے پیشتر آئی ہے تا زبان فریاد

جفائین انکی بیان کیجیے وفاؤن کے ساتھ — ہنسی بھی لب پہ جو آئی ہے تا زبان فریاد

صدا ہی پاسنی اوس سرو کی جو قیمت خرام — گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیے انھین گھڑیال — وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچۂ سوسن دہن کبود ہوا — لبون پہ آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہے نالون کے باعث سے قیمت بلبل — زیادہ کیون نہ کرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدائے خندۂ گل — ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے — ہے موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش کا شکوہ — پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل — چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھ کے بوستان فریاد

بچھے ہین کانٹے کے پردے دم آیا ہونٹون تک — وہان گوش ہے نالہ بلا سے جان فریاد

زبان پہ آئی ہے اب بے صدا برنگ نفس — ہوئی ہے بسکہ نہین اپنی ہمرازدان فریاد

قطعہ

خیال قد میں ہے قد قامت الصلوٰۃ فغان / غش نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو میں ہے خم قامت / سجود سر کا پٹکنا ہے اور اذان فریاد

٨٠	ولہ	١٧

خط نہ شبگون ہے یہ مثل صبح ہے چہرا سفید / ہیں طلسم حسن سے موجیں سیہ دریا سفید
ناتوانی سے ہوا ہے قاتل لہو میرا سفید / نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید
کیا لگائی ہے گلوری گورے گورے ہاتھ سے / ہو گیا چونے کی صورت پانیں کتھا سفید
یہ حل مریخ زہرہ ہیں فلک تو حسن کا / نشا ہی سے ہے آنکھ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید
گورے گورے اپنے گالوں کو اگر چھو لیجیے / ہو حنائی ہاتھ ابھی مثل ید بیضا سفید
گوش زد ہو جائے گر وہ شہرہ حسن صبیح / ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید
تیری پیشانی سے اوس عرق ٹپکا نہیں / آسمان حسن سے ٹوٹا کوئی تارا سفید
واہ کیا ہی جلد گئے تو بھی ایام صبح وصال / ہو گیا ہیں پیر اور زلف شب یلدا سفید
تیرہ بختوں کو نہ ہو کچھ فائدہ منعم سے بھی / جسم اگر چاندی کا تیرہ ہو تو ہو سایا سفید
رنگ بدلے تھا جو خط میں صفت خط و رخ / ہو گیا اگر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید
نازکی سے خاک پر گر کے ہوا ہے کیوڑا / ورنہ تھا مہتاب بھی یار کا سایا سفید
روبرو خورشید کے ہو جاتے ہیں کالے ہرن / تو اگر آنکھیں دکھائے ہو ہرن کالا سفید
دامن اوس منہ کا چھوے یارب جو غیر روسیہ / آستین کی طرح اوسکا ہاتھ ہو سارا سفید
پرورش منظور ہے آنکھوں سے طفل اشک کی / شیر بنجائے لہو ہی ضعف سے ہوا ایسا سفید

ہوگئیں زلفیں سفید اب ناز بیجا چھوڑیے
صورت کافور عنبر ہوگیا سارا سفید

میکشی منظور ہے اب اک گل رعنا کے ساتھ
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید

٦١ ٢٣

تار بستر ہوگیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہے بستر پر کوئی دھاگا سفید

ہے بہار اک یہ بھی گر ہو خط سنبل کا سفید
خوشنما ہوتا ہے کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہے ایک مو گویا سفید

تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید

کیا چمکتا ہے پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہے اوس مہر کا نقش یا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہے نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی ہے تو لب سے ہوا
مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن رکھ کے کہتے ہیں
کیوں بچھا دوں تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سے پونچھے لگ گیا ملبوس خاص
برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے ہیں گل جنکے آگے ہیں سیاہ
کیا سیہ ہے چشم جسکے آگے ہے سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئیں آنکھیں ہی تک تک مینا سفید

روبرو اعلی کے ادنی کو نہیں ہوتا فروغ
مہر کے آگے ہے مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبای گل بدن کے رنگ سے
پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جو انکا نہیں پری میں ہے ہتا رنگ روپ
ہوکے خاکستر دلا ہوتا ہے انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کے روتے تو چھٹکی چاندنی
پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر
دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر اشک گل
بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی مہر میکشی
ہنسکے بولا وہ گل تر این گل در یکر شگفت
دیدۂ سوزان مین دیکھو شکھا ہی کرم کو
دیدکا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح

ہجر کی شب کا ہوا اشکو نسے منہ کالا سفید
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید
سرخ ہو جائے ترے دالان کا پردا سفید
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید
گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید
پڑ گیا آنکھون پہ او محبوب اک پردا سفید

۶۲ | کی وزیر اشکون نے یون ہجر مین گریست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید | ۲۱

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
یاد چشم سرمگین مین شبکو گراتی ہی نیند
فرقت دلدار مین سوا اگر آتی ہی نیند
عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیے
کروٹین لے لیکے کہتے ہین شب فرقت مین ہم
اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین

آج کن اٹکھیلیون سے آنکھو مین آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اوڑ جاتی ہی نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند
آج کل اپنی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند
عاشقو نمین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہے ہجر یار مین
چھوڑ کر بخواب مجکو آپ سو جاتی ہے نیند

کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک
اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہے نیند

کیا غلط سمجھے وہ انکا ٹھہرکتی ہے جو آنکھ
آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہے نیند

وقت دلدار مین جو رات بھر آتی نہ تھی
وصل مین آتے ہوے آنکھونمین شرماتی ہے نیند

منتظر رکھتی ہے غمزے کرتی ہے آتی نہین
او بت ترساتی ہے فرقت مین ترساتی ہے نیند

کوی جانسے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاؤن
دفعتہ آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہے نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کردیتی ہے جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہے نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہے نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبہ مقصود دکھلاتی ہے نیند

اس مری دیوانگی پر اہی جنون پتھر پڑین
آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون گراتی ہے نیند

واہ ری تاثیر الفت بل بے فرط اتحاد
عشق پر غش آتے ہین مجکو جب اونھین آتی ہے نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین ہنستی ہین کھلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہے نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہے تمنا اے وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہے نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمد
ہے چشم خداوند جہان سوے محمد

نظرون مین شفاعت کے عمل تول لیے ہین
پلے پہ ہے امت کی ترازوے محمد

بخشش مین وہ مصروف ہین گرم شفاعت
اللہ سے ملتی ہوی ہے خوے محمد

کرتی ہی کسنہ خلق خدا کچھہ نہین کہتا
وقف ہی کہ نازک ہی بہت خو ہی محمد

٦٣ ردیف راے مہملہ ١٣

ذرا تو دیکھہ لے وہ ہمکو آکر
کوی دم اور بھی ہی دم وفا کر

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا کہد یجیو کچھہ خاک اوڑا کر

ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان
چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہی کچھہ اپنی دوا کر

مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع
اجل پھر جاے گی بالین تک آکر

گریبان صبح محشر نے کیا چاک
قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر

جو ان کا چھپ کے جانا یاد آیا
تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر

یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ
جگر پر ٹی ہی بجلی تلملا کر

جو یاد آیا خم محراب ابرو
کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر

نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے
کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھہ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی
بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجکو
لگا جب کوسنے وہ ہاتھہ اوٹھا کر

٦٤ وزیر اب تا بجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر ٢٣

کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر
سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجھہ سیاہ بخت کی تقدیر دوش پر

قاتل نے کب یہ رکھی ہی شمشیر دوش پر
ہی ابروِ خمیدہ کی تصویر دوش پر

آنے لگی بڑھ کے پاؤن تلک کاکلِ دراز
رہنے نہ دے گی اب اسے تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر

یان تک کھنچا ہی ضعف کہ ہاتھون کو ہی گران
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر

قاتل نے میرے بعد کیے ترک اپنے ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست
لیجاے خشتِ خم کی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف سامنے مین
چڑھ جاے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوشِ سحر پہ آے نظر آفتاب جسم
اوس طفل کو چڑھاے اگر پیر دوش پر

تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
بل کہا رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
پھبتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہاتھہ سے چھپے تو ابھی شمع بزم مین
رکھے اوٹھا کے پاؤن سے گلگیر دوش پر

جائینگے اوڑ کے تیری طرف ہدہد ہین ہم
پر بنگیا جو آکے لگا تیر دوش پر

گھر کر کسیکے دل مین بیہودہ خاک چھان
مٹی اوٹھا نہ تو پے تعمیر دوش پر

بل کہا رہی ہی زلف جدا تیغ ہی جدا
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر

اس شان سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار
کرلین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شب آسا ہنگی
یہ تو فلک ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھدیجیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کر کے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

۶۵ کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے اے وزیر ۱۷
کیا میری لاش کی ہوئی توقیر دوش پر

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جوہر رنگ کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر

جاتے ہو باغ جو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نے یہ کہکے سر افراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

تا وکے غم سے ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

اے جنون نالے کے گردن دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلا اے شب ہجران سر پر

ہم ترے پاون پہ رکھنے نہ پائین اے سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی
روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل ہی جوش جنون بیٹھا ہو
ہاتھ ڈرا ٹیو لو پہنچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سلگے ہین فتیلا شمع صفت
شعلۂ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑ کے آئی ہی بہار
لے لے صبا قسم بکھرے گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مرکر نہوا چھٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

۶۶ یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر ۱۶

داغ سودا سے ہوی چشم نمایان سر پر
تیر پر تیر لگے بنکے مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل ویران سر پر
سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہونگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا
اوٹھ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تو پھول ہین ٹوپی مین تری
بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین ہزار
روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قران سر پر

ای جنون تجھ سے نہین سر مین نکیون موے سفید
صاف ہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
پھر تری زلف ہوئی سلسلہ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
کل سے سو بار گرے تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ جھیلی کف نگین کی پھنسے
ہاتھ یون رکھے نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سے عیان — رخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر

دل عشاق بہت گیسو ونمین نالان ہین — گرد و آنا و کہ ہی شور اسیران سر پر

جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور — ای جنون یونہین اوٹھالو نہین بیابان سر پر

غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین — صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر

دامن دشت مین جیب اپنی پھاڑ کے پھینکا اونسنے — جو ہم کو قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

نابہ

٦٧	ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجکو وزیر زیر پا چاک گریبان ہے تو دامان سر پر	٢٥

چلا ہے او دل راحت طلب کیا شادمان ہوکر — زمین کوئے جانان رنج دیکی آسمان ہوکر

کیا ویران چمن کو آے ہو کیا باغبان ہوکر — ہوے گل پائمالی سے جلے آب روان ہوکر

ہی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے — اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی — گیا یانسے کبوتر وانسے آیا مرغ جان ہوکر

غضب ہی روح سے اس جامۂ تن کا جدا ہونا — لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہوکر

اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس — صدا جنبش لب دیتی ہی صد فغان ہوکر

عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا — رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہوکر

مکدر ہے اگر تو مجکو گاڑو اس طرف دیکھو — کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سے ناتوان ہوکر

کیا غیرونکو قتل اوسنے موے ہم رشک کے مار — اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر

پھرا صد چاک ہوکر کوچۂ کاکل سے دل اپنا — عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہوکر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہو جائیگی جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنے مغز استخوان ہو کر

چھوڑائی چوسکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب و مس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین پان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سے ہی کرے اپنی سگ جانان جو کھائے
ملائم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے بنے دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھون مین گویائی زبانمین دلمین جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی پہ مائل ہو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی مین جو مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پا ترے پاون پہ اپنے پیرہان ہو کر

کہا جو اونے چاہا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بل بے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سن شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے اپنے نقش پا ہی صیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو بستر سون ہی پری کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

۶۸	وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہو کر	۱۹

گذر جا عالم امکان سے اے دل نوجوان ہو کر
گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

بناوٹ لی بگاڑا باتین سنوا تین خموشی نے
نہو چھپ ہمنے کیا ہی منہ کی کہانی زبان ہوکر

کھلے کا راز الفت گر یہ چھپنے کے جتن ہین
کرینگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہوکر

نہین ہے گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے
مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہوکر

دُر غلطان نکل آیا صدف سے عشق دندان نہین
مگر گرد یتیمی لے چلی ریگ روان ہوکر

یہی کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا
دکھائینگی تماشا تمکو آنکھین ہچکیان ہوکر

دہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہی
نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہوکر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی سنگی آ پہنچی
اوڑا لائی مگر باد مخالف بادبان ہوکر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پھرےگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہوکر

سفر مین میری آنکھون سے یوسف دیکھنے کو آیا
غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہوکر

رخ گلگون کا نقشہ اور کردی ہیبت ابرو کی
بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہوکر

تری آنکھون کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے
رہین بانگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب او سینے پہ جب کھینچی
نکل آئی وہان زخم سے سوکھی زبان ہوکر

زمین پر نقش پا سے خط پہ خط تحریر ہون قاصد
جو تو پہنچا ہے نامہ صورت خامہ روان ہوکر

لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن
کمند آسا چڑھون تار نگہ سے ناتوان ہوکر

۶۹	کہین گر زندہ درگو راہی وزیر اب شاہ تو زیبا ہی کیا ہی جیتے جی پیدا سنگ مرقد سخت جان ہوکر	۳۳

وصال مین تو کرو رحم مجھسے لاغر پر
کبھو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون · سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر
نقیر جا کے نہین جب آ کے بس ہمین بیٹھے · گلیم سایۂ دیوار ہی بچھی در پر
تمھارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے · درود آئینہ پڑھنے لگے پیمبر پر
ادھر ادھر ہے گھر سے ترے کبھی نہ گئے · بہ رنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر
پڑی ہی کس طرح جو شیشے سے نکلی دختر رز · گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر
وہ گرم خون ہے میرا اگر ذرا ابھر جاوے · پسینا بن کے نکل آوے آب خنجر پر
جو آیا جا نہ سکا ہے یہ گھر ترا دلچسپ · پڑی ہے سایے کے مانند چاندنی در پر
کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے · کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہے آنکھون پر سر پر
خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم · ہما سے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر
کسی نے آنکھین چھپائی ہین کیا تمھارے لیے · گمان تار نگہ ہے جو تار بستر پر
تری مژہ کی صفت لکھ کے خط مین چھپائی · پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر
وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھ کے بند کین آنکھین · پنہائی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر
اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے · بنی ہے چادر آب اوس رخ منور پر
عیان جبین سے رگ گل ہے مثل چین جبین · جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر
غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا · خدا بچاوے کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر
نگاہ قہر ہے اے جان نامہ بر پہ کرو · کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر
خدا پرست سے سجدے ہوا ہین سنگ بت پر · نشان پاے نبی پڑ گئے ہین پتھر پر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانوں کے — ہم اپنی تیغ کو کرتے ہیں تیز پتھر پہ
نتوڑ پاؤں سے مینا کے ہر کو ای زاہد — فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پہ
گلوری کھاؤ کہ ہو جائیں سرخ دانت سفید — دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پہ
نثار کرتے ہیں آ دیکھو جان نثار کی پاس — گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پہ
نمود خط یہ وہی ہی صفای عارض یار — غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پہ
بنا ہی خواب اجل انکو نام سونے کا — ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہیں زر پہ
لگے گا موذیوں کے ہاتھ مال موذی کا — کہ سانپ بیٹھتے ہیں دولت تونگر پہ
لڑیں نہ بہر خدا مجھسے منکر دیدار — یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پہ
حباب وار ہی آمادۂ فنا دریا — صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پہ
نہ پوچھو حشیوں سے کیوں کھلی ہی فصد یہ — یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پہ
تمھارے قصر مصفا کی واہ کیا ہی صفا — پھسل کے سایۂ دیوار گر پڑا در پہ
نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ — کہ منتوں کی ہی چھٹی سر کبوتر پہ
زمیں پہ دوڑ کے آنا بھی آدمی نہ چلے — یہ شوخیاں نہیں اچھی ہیں وحش نادر پہ
لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ — خضر نے ناؤ چڑھائی ہی آب گوہر پہ

٧٠	وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پہ	٢٥

ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر — روح میری گل عارض میں رہے بو ہو کر

عاشق زار ہوں میں صبح ہوئی تو نذر و
چھپ رہونگا گل قالین میں ابھی بو ہوکر

شیشۂ دل میں ترے تیغ اوتر آئے کہیں
میان سے نکلی ہی محبوب پری رو ہوکر

شوق سے حکم کرے سجدیکا پیغمبر حسن
آیتیں سجدیکی نازل ہوئیں ابرو ہوکر

ہم بھی تجانے کسے جانکلیں کبھی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر

ساغر چشم کی ہم فکر میں یہ محو ہوئے
سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہوکر

اسقدر لپس گئی تجھپر کہ نظر آتے نہیں
اتنے گلزار میں گل رہنے لگے بو ہوکر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہی جو بہ جائے اب آنسو ہوکر

جسم سے روح نکل آئے پئے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر

جان پڑ جاتی ہی زیور میں پہننے سے ترے
کہیں اوڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہوکر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
نجد میں قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہوکر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہی
رہ گیا سینے میں کیوں تیر ترازو ہوکر

ناک بھوں ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزوں
یار موزوں یہ ترا مطلع ابرو ہوکر

آدمیت یہ خدا داد ہی اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پری رو ہوکر

رشک سنبل ہوئی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہوکر

ٹھہری جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جائے نہ اچھو ہوکر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہوکر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹکر دریا
آگیا دیدۂ گرداب میں آنسو ہوکر

موشگافی سے ہی فرسودہ مرا ناخن قلم — نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر
پائے نازک مین نظر آتے ہین ہونگے نشان — آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب — روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی — دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر
دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادو کا اشک — پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا — اوڑ گیی فندق یا رات کو جگنو ہو کر

٧١	ہون وہ عمدیدہ گرانظر دشمنے اک پل مین وزیر کی جگہ بھی جو کسی آنکھ مین آنسو ہو کر	٥

قبر کا ساتھ لیس مرگ نچھوڑے پتھر — ہم انسانسے فراقت مین ہین وڑے پتھر
قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر — قل کے ڈھیلونکی عوض چاہیین تھوڑے پتھر
لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے — کھد جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر
ابکی کچھ فصل بہاری مین یہ ہے جوش جنون — سر نکالے جو ثمر شاخ سے پھوڑے پتھر
اتبو عاشق ہوے ہم تجبہ لگا جو چاہے — تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار — آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

ردیف زاے معجمہ

جانے نہیں دیتا مجھے دربان در انداز — ہان لیجیو اے اشک مرے خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسے جب آتے ہون انداز
جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

ولہ

قامت موزون سے کیون ہو رشتۂ سوزن دراز
بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

٦٢ ردیف ضاد معجمہ ١٧

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض
خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض
خط شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا پیری مین سفید
صبح ہو جاوے گی اک دن شب تار عارض

ہی گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولت حسن پہ یہ خاک اڑا رکھی ہی
غازہ عارض پہ ہی اوی واسے غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا سوے مخطط رکھون
پھول سے گالون مین چبھ جائینگے خار عارض

دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین منڈ جاے
پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض

ہی کہان خط سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود
سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض

ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ
رونگٹے بھوتے ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام
عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پر گال فرا رکھ کے تماشا دیکھو
اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کرے قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین
وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کھلاتے ہین پسینے نے رخ رنگین پر
بھر دیا پھولون سے دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن	پاے نظارہ نزاکت سے ہے بار عارض
ناز بیجا نکرے خط سیہ تک صبیح	دیکھ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض

۴۳

کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سے ہے بار عارض

۱۵

کیا ہی دلچسپ ہے ای یار بہار عارض		کہ نگہ بیٹھ رہے جا کے کنار عارض
تیغ ابرو نکھینچی تیر مژہ بھی سنبھلے		گھر گیا مور چہ خط سے حصار عارض
آتی ہے کوچہ گیسو سے پریشان ہوا		نہ بھڑک جاے کہین اور بھی نار عارض
آیا پیشانی گردون پہ ستارون سے عرق		دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض
رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر		رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض
خال رخسار دکھاے تمھین اعجاز خلیل		نخل گل ہو جو بڑھے شعلۂ نار عارض
کوچۂ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا		اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض
یاد رخسار مین بوسے لیے منہ رکھ رکھ کر		رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض
شستشو اشکون سے کرون ٹھہرا ہی حسرت دید		گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض
اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا	قطعہ	تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض
ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پاون کہین		آنکھین کہین ہین کسی جا ہی مزار عارض
گر جدا کیجیے ہر عضو حبیبت بھی سلوک	قطعہ	عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض
نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو		کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر
جلوہ افروز ہوا ہی شیر سوار عارض

۶۴
خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر
یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض
۱۷

آب شمشیر پلا دوے اجمر کے عوض
بھر دوے قبضے کی کٹوری ہی کبھی ساغر کے عوض

آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھیں
سیپ مین آب گھرا تو ہی گوہر کے عوض

دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض

جانب باغ کمان کیون مین اڑا جاتا ہون
تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض

ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دے مرے منہ سے کو سبو ساغر کے عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین
سنگ سرمہ جو لگاو انھین پتھر کے عوض

رشک کی جا نہین پھر مجھ پہ مجھے وسواس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجاے کبوتر کے عوض

کشور حسن ملا پر تو رخ سے تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض

مثل شبنم عرق آجاے رخ گلگون پر
غنچہ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض

سنگ رہ ہوگئے بت کعبے چلے تھے اے خضر
مل گئے راہ مین رہزن ہمین رہبر کے عوض

سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے
آبلے سیپ مین پیدا ہوے گوہر کے عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض

اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو
مرغ یاقوت پر آئے گا کبوتر کے عوض

مر گئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا در پا لگے
گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

٦٥ جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتے ہیں خاک پہ وہ پھولوں کے بستر کے عوض ١٦

ساقیا آب جو مانگوں مے احمر کے عوض
کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض

سر اکاٹ کے تلوار گلے پر رکھ دی
دی ہے شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
اوسنے زخموں کے جو خط پڑ گئے سطر کے عوض

ناتواں ہیں جو اوٹھے اونسے تو یاں اٹھیے
دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے
رہتی ہے پیش نظر زلف سنبر کے عوض

زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہو جائے
زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض

میرے نالوں سے شب ہجر زمیں کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض

ابرو یار پہ قطرے یہ پسینے کے نہیں
گوہر اس تیغ میں پیدا ہوے جوہر کے عوض

یادگار گل نوخیز خزاں میں ہے یہی
شاخ گل میں دل بلبل ہے گل تر کے عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار
عیب پوش تن عریاں ہوا چادر کے عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پہنچی ہے مستانہ بہار
شاخ میں ابتو گلابی ہے گل تر کے عوض

آج اس واسطے روتے ہیں یہ طفل نادان
دامن خاک ہے گل دامن مادر کے عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب میں تھی
سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

دے کی خط حال زبانی کہے اوس لو خط
جا ہے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض

مر کے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست
آئینہ لوح کو درکار ہے پتھر کے عوض

یاد پستان تجھے کرتی ہے دل دیوانہ وفور
سنگ تیرے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

۷۶	ردیف ظاے معجمہ	۱۰

سے چلے بتخانے لو خدا حافظ
تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے
گیسوے مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بھی شفا نہوئی
لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہے بہت زود رنج دل میرا
یار ہے تندخو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون
ہے سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کر کے کعبے چلے
زاہدو راہدو خدا حافظ

ہے فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل
جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالۂ ناقوس
جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل
جائین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کے غم مین جان چلی
ای وزیر اب کہو خدا حافظ

۷۷	ردیف عین مہملہ	۲۸

شعلۂ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع
دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع
کر کے شب تاب سان بنجا ہے پروانہ شمع

چھپک وہ ان گل کترے میں عشق رخ جانانہ شمع
باغ بزم یار میں ہی سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہیے سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس بھبھوکے نی اوٹھائی رخ سے محفل میں نقاب
گر پڑی ہی برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہیں ہوا و عارض کی لفین قد ہی سانپے ہیں ڈسلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

رنگ کی شعلے سے گل ہوتی ہیں قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے ایساقی ہی بزم آراستہ
ہیں گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر میں
ایک ہی روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم میں گر پڑے روشن سی اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی ہی نور چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہیں ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیوں الٹی یہاں تعزیر ہی
تیری محفل میں قدم رکھتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم میں لیکن ہی ثابت قدم
ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دھوئیں سے شعلے سی اک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہی
بھرتی ہی فانوس میں شب بھر پر پروانہ شمع

ای جنون سوز غم کا ہی اثر مرنے کے بعد
جانتا ہی ہڈیوں کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو گیا اوسکا کوئی
کب کرے روشن جلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن حسینوں کی ہی بس بنیاد ظلم
گر ہو زنبور ای شعاع ہو ہویدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھ میں
ہوکے روشن بنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بے ترے پروانے بھاگیں مرغ وحشی کی طرح
گو دکھائے انکو بنکے اپنے آپ پروانہ شمع

اوس سے بھوکے گو اگر دیکھے قبا پہنے ہوئے
جامہ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش میں رہے
ہوں وہ سرگرداں جو سنے میرا اگر افسانہ شمع

ہوں کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید
میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع

کیوں نہ میں دیوانہ ہوں اسکی نفاست دیکھکر
جائے مشعل منہ میں کھتا ہے سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہے ملتا نہیں
ڈھونڈتی پھرتی ہے کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو
بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۷۸ آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر
استخوان سے مرے جلائے جان کر جانانہ شمع ۱۴

ہے یہ دونوں بزم میں ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چھاتی ہے اور بالیں ہے اور ہے سنگ و شمع

ہوں کسیکی فندق و ساعد کا میں یارو شہید
قبر پہ بہر نشاں رکھنا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سے ہوئی زائل نہ رخ یار کی
اب تلک یکساں ہے وہ آئینہ بیرنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہیں کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق سے یکساں ہیں میں دلتنگ و شمع

چشم تر خون دل نالاں و داغ پاس ہیں
ہجر میں ساقی ہیں جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلیں کیوں نہ اہل ستم کے
ہے مشابہ اوس نگار رو سے آتش رنگ و شمع

تھا بہم ندکو جو سوز و گداز عشق کا
شام سے روتا رہا تا صبح میں دلتنگ شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
رے شب کو دیکھکر فانوس مینا رنگ شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے
نالہ و بخت دل سوزان برنگ زنگ شمع

لڑکے ہاتھہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ شمع

٧٠	کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی ای وزیر سوز میں پھر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ شمع	٦٩

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع
اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پاے شمع

ثابت ہوی ہی کون سی تقصیر پاے شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پاے شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسے وصف
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پاے شمع

رتبہ ہو گے شمعون کے یون پاے یار کا
پروا نہین ہی جیسے کہ توقیر پاے شمع

پہنچا ہی اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پاے شمع

لغزش قدم کو کچھہ نہ ہوی سر کٹا دیا
رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تاثیر پاے شمع

رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پاے شمع

ہمتو قدم نہ رکھہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہی اپنے پاؤن سے تقدیر پاے شمع

ہی آرزو یہی پاؤن ترا کرکے روبرو
کچھہ کہتے ہم پتنگ سے تقریر پاے شمع

دیتا ہی اپنی جان عبث جلکے ای پتنگ
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پاے شمع

دل جلتے جلتے سینے مین کچھہ بچ رہا جو ہی
کھینچی ہی سوز عشق نے تصویر پاے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین	سب عاشقون مین چاہیئے توقیر پاے شمع
رہتا ہی بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور	ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع
دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار	کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع
کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو	ہر لطمہ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع
شب عذر لنگ کرکے نہ آوے جو من سے ہٹنا	اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پاے شمع
ہو گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین	منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع
پروانہ رات مر کے لگن مین جو رہ گیا	لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع
زلف دراز چلنے مین لپٹی ہی ساق سے	ایماہ یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا	ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق بسیار شمع	ہو گئی کافور ابھی مہ گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ	بتکدے مین ہو فتیلے داغہا سے تن چراغ
یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ	آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ
چین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ	شام کو جسطرح سے کر دے کوئی روشن چراغ
کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی	افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ	چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پہ نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین یا ہی بت پرفن چراغ

دانت مسّی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہوگئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین اہی شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر رکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی اہ شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہو روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہی جو بعد مرگ بھی
بنگیا ہی صاف ہر اک خستہ مدفن چراغ

ہی تجلی طور کی شعلے مین اوسکے اہی کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لب خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نہین کوئی اہی عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

81
داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا اہی وزیر
اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ
11

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اژدہا بھی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گر بیان کرتا ہی پروانون سے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسوے افشان رخ کی دیکھی ور دل
دنکو بلکہ شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی بیٹھے تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون ای وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کریگا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

٨٢	ردیف فا	١٢

دیکھہ ادب آگہ مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ دین پاؤن ہی سر کو ہی جانان کیطرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ہین دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دامن سے مثل گرد راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن یہ وصیت بس یہی ہے دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوئی جانان کیطرف

آئیو دامن اوٹھاے مدفن عشاق پہ
ہاتھہ لیجاے نہ کوئی تیرے دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہے حقارت سے نگاہ
کوئی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزہ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو ہم بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لب سبز آب
روکے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہے اگر منظور لطف برق باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسے کنوین مین گر کے تکتا ہو عدم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہوکے غافل اہل سب ہم سوتے ہی وزیر
پاؤن ہوجاتین ہین لیٹے کوی جانان کیطرف

۸۴	ردیف قاف	۲۶

خدا نما ہے بت سنگ آستانۂ عشق
چلونگا پاؤن سے نکہت کے سوے خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا رہے یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس ہے سنگ آستانۂ عشق
جنون ہے خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہے نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہے ترانۂ عشق

یہ کہکے پھرتی ہے دن رات آسیا فلک
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانۂ عشق

ہے آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہے سبوے شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتھ مین ڈوبکے مین ہین پہ گرا
قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آب ہی گہر شب چراغ دانۂ عشق

بتو خدا سے نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانۂ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل سے میرا
کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانۂ عشق

صدا سے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نوا سے سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایکتہ ہین
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانۂ عشق

نقاب اودہر وہ اوٹھائین ادہر آہ کرین
سمند حسن پہ پڑ جاے تازیانۂ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدۂ تر ہی در یگانۂ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا اشرار
جدا ہی خانۂ عالم سے کارخانۂ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان خانۂ عشق

کسیکی ابروے پرخم کا دھیان رہتا ہی
ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

وہ دل لگا کے سنین وہ استان کہیو ت
بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو لیجیے
زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک
جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک

دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہاے
ہو نہین محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک

ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر
سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح سے تن مین روح
چشم بد دور لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک

ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے
چاندنی اور سایہ تیرا اے مہ تابان ہی ایک

آپ سے بہتر کسے آگے خودنمائی ہی زبون
روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک

چاہیے ہنسکر چھڑکنا اے لب جانان نمک
آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک

عاشقون کے آگے مشک اے بت یکتا ہو نہین
گر کہون مین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان مین یان اسیر دام غم
خانۂ صیاد اور گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر
شیشے مین لاکھون پری شب بائے وہ پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا افلاک سے پار گیا لامکان تلک
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ
کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

سیلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ | ایسا لطیف کب ہی گل یاسمن کا رنگ
کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر | کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ
آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی | نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ
ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے | لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ
جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح | کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ
پوشیدہ آفتاب ردا سے شفق مین ہی | یا ہی حجاب تن تیرے پیرہن کا رنگ
ہوسے حنائی رکھے برہنہ جو کوئی پاؤن | فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ
کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو | آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ
اے گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان | گلگون تیرے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ
چہرے پہ تیرے آنکھین تو ہی کیون نہون سیاہ | ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ
اوترا نہ زہر افعی گیسو سے عنبرین | نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ بے بادہ کیا ہی اپنا رنگ | رحم اے آسمان مینا رنگ
زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ | واہ وا اے جہان رنگا رنگ
ہو گئے ضعف سے سبک ایسے | لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسے اٹھا لین
کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچہ گیسو سے چمن مین
بنجاتین ابھی نافہ آہوے ختن پھول

ہی تو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
جھڑتے ہین چراغونسے ابی سیکڑون من پھول

کیا پڑ گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری
کیون سونگھتے ہین باغ مین آ کے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
نظرونسے گرے جاتے ہین ای رشک چمن پھول

چبھتی ہی نئی رنجکو کیون پھولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوئی گر نکالے غم
یون دیکھتے ہین یار سو چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق سخن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
کیا سحر سے بنجاتے ہین ای جان ہرن پھول

آئی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گر آئی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑ جاے ترے روے مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ کہہ کر
نظرون مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم ہیں جا کے گلستان سے بندھے تھے
جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول

بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
پتے ہیں اگر برگ تو ہیں پھول کرن پھول

ہوتے ہیں خجالت سے سفید آپ کے آگے
چاندی کے ہوے جاتے ہیں سونے کی کرن پھول

کیا دیکھوں بہار شفق شام غریبان
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول

برسوں گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
تازہ کوئی کھلا ہی نہیں چرخ کہن پھول

بلبل کے لبھانے کو نیا آگ ہیں لائے
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول

کوچے ہیں گلی گل کے کرو شوق سے گلگشت
بالیدہ ہیں ایسے کہ فضا میں ہیں چمن پھول

جو تجھی کو سوم سمجھیں اگر پھول انہیں یاد ہیں
مرجائیں مگر پہنیں نہ دولہا نہ دولہن پھول

پیارے ہیں سبک وزن ہیں قیمت میں گران ہیں
نظروں میں تمھیں تول لیا ہے یہ بدن پھول

ہیں صبح شہادت کی گریبان کی طرح چاک
کیا ناک کے لائے ہیں شہیدوں کی کفن پھول

ارباب تعلق کا تعلق نہیں جاتا
مرنے پہ بھی درکار ہے کافور کفن پھول

۹۷ — گلریز ہے کیا کلک وزیر اب دم تحریر
پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول — ۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
دہن زخم پکارا کیے قاتل قاتل

کیوں نہ انگشت شہادت سے ہوں بسمل قائل
تیر دیتی ہیں نہیں تیرے انامل قاتل

دست نازک کی نزاکت جو سپر نے دیکھی
ایسی سمٹی کہ ہتھیلی کا بنی تل قاتل

جی میں آتا ہے تری تیغ کو دل میں رکھ لوں
ایسی لیلیٰ کو بھی چاہیے محمل قاتل

جان دیتے ہیں کیوں نہ مریں عاشق جانبازان پر
تیغ خون ریز پہ ہی جو شمائل قاتل

ضعف ہے جا نہ سکی کیا خون کی چھینٹیں اڑ کر
آستیں کا ہے تری کوس انھیں منزل قاتل

پاؤں رکھا جو حنائی تو یہ ٹھوکے گا لہو
دہن زخم سے بنے گا لب ساحل قاتل

پھیرتے گردن عشاق پہ مقتل میں چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہے یہ محفل قاتل

تو نے زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جائے کوچے میں کہ گل ہی پھینکو کسی سمت
ناوک نہیں ہو جس پہ بپا ہے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
خاک ہو جائے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پہ آب لگائی نہیں تیغ پر آب
آب میں گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا میں دہن زخم سے پانی ایسا
ہے زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانوں سے نکل آئے عنادل قاتل

سخت جاں ہوں مری گردن پہ چھری پھیر آ کر
تیز کرنے کے لیے خوب ہے یہ سِل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آئی مرے پہنچی سر منزل قاتل

۸۸	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہے وزیر دہن زخم سے ہم کہتے ہیں قاتل قاتل	۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہ ہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر میں ہے داخل قاتل

ہے بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہیدوں میں ہو داخل قاتل

عید قربان ہے یہی دن تو ہے قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل

ضد عاشق سے ہے گلزار مین پھولون کی عوض
توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل

دل مین ہے عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل

قبض بسمل ہے پھڑک جاتا ہے تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہے آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمن جان ہے تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے
بیڑیان پاؤن کی کاٹے سیلاسل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جائے وہ خندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل

سر سے سینے مین وہ ترا آئے جگر سے دل مین
تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون
رگ پا بنکے لپٹ جائے سلاسل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتارون پھینکون
زخم کھاتا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہے بنا گرد سبکروحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جائے مرا دل قاتل

٨٩	زار ایسا غم بیتابی دل سے ہے وزیر بن گیا ہے نگہ دیدہ بسمل قاتل	١٧

نالان فراق دل مین ہے ماتم سرائے دل
سینے سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے دل

ایسا کیا ہے تذکرہ نالہائے دل
آنے لگی زبان سے زاری صدائے دل

حاضر ہے لیجیے یہ اگر کام آئے دل
کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سوائے دل

مقصد بر آے میان نسے لی تیغ یار نے — او ترا غلاف کعبہ حاجت روا ے دل

آتی ہی اونکے کوچہ گیسو سے یہ صدا — آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرا ے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا — وسعت نثار تجھپہ ہوا تنگنا ے دل

بو ہو کے گل مین کیا دل بلبل سما گیا — توڑا کسینے پھول تو آئی صدا ے دل

جانا پڑی زخون مین بلا کا ہی سامنا — قاصد ٹھہر کہ ساتھ کرون مین دعا ے دل

مانند ریگ شیشہ ساعت عیان ہو صاف — آئے غبار اگر نہ چھپاتے صفا ے دل

دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے — یہ استخوان پسند کرے کب ہما ے دل

بنکہ پیالہ ہو لب میگون سے آشنا — ساقی ملا کے خاک مین دیکھے صفا ے دل

جگر مین ایک آہ سے ہی گرد باد جسم — اللہ رے زور شور تیرے اے ہوا ے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوا ارکے رقیب — اب شمع زندگی کو بجھا دے ہوا ے دل

اے جان جسکو نقطہ موہوم کہتے ہین — تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنا ے دل

مین سبز بخت دل کے تڑپنے سے مر گیا — چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیا ے دل

کاہیدہ ہو رہا صفت باطن سے جسم اگر — لیجا سوے خلا اوڑا کر ہوا ے دل

۹۰	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر با خلق آشنا نشود آشنا ے دل	۷۱

ہی عرش آستانہ دولت سرا ے دل — اللہ رے رتبہ حرم کبریا ے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہا دل — خونبار ہی جو نالہ دم آشنا ے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجاے دل
میری طرح کہے لب سوفار ہاے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بناے دل
وہ نے ہون بند بند سے آے صداے دل

اے حور اپنا جذب جو تجکو دکھاے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لاے دل

پاے نگاہ یار پھسلتا ہے بار بار
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفاے دل

دکھلا رہی ہے شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہے بانگ دراے دل

جوبن ہے آج کر لو جگہ دل مین کتنے ہین
کل ڈھونڈتے پھرینگے کدھر ہے سراے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت رواے ہے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قباے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بے انتہاے دل

جاتا ہے سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعاے عاشق مضطر ہے پاے دل

اک تار آستین ہین یہ نخ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قباے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صداے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کپڑ کے جسے پیدا ہو پاے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دلنے اوگل ہی ہے دری آشناے دل

بیتابیون سے رات پھرا جو ادھر اودھر
داغ درون سینہ ہے نقش پاے دل

آنکھین لہو بہاتین جو ساغر سے گر گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جاے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہے گھاٹ
اے دوستو ہے باد مخالف ہواے دل

چھپی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیاے دل

کہتے ہین لامکان جسے ہی فنائے ذات
دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتا دل

راحت کبھی اگر تو کیا رنج نے گذر
خالی رہے وزیر یہ مہانسرائے دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل
ہوکے غش گرنے لگے خاک پہ گل سر گل

٩١	ردیف نون	٢١

ای بتو شیفتہ کاکل پیچان ہون مین
آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا
اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین

جلد یارب کہین پھر جائے گلے پہ خنجر
دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین

کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے صد ہو مجھے
وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین

دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا
ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین

ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ
ای اجل آ کہ لب گور سے نالان ہون مین

کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق
یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین

کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کہ ہون گلشن مین
کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین

شکل سوفار جدا لب سے ہے لب یارب
یادن تعمیر جدائی مین جو خندان ہون مین

شور محشر ہوا بدنام فغان مینے کی
باعث برہمی بزم خموشان ہون مین

چاہیے تھا ہی یوسف سے زلیخا کہتی
تو رہا قید سے ہم قابل زندان ہون مین

آدمیت تری دیکھے تو ٹھٹک جائے دم
یہ تمنا ہے پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس ولا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون ہین

اپنے جامے سے ہون باہر جو شِ گریہ
یہ نہو مجھسے کہ منت کش دامان ہون ہین

ہند مین ہوئے نہ برباد مری مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہونہین

ای فلک اتنے تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونہین

استخوان کا مرے سوفار بنایا اوسنے
جا سے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہونہین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوئی ہی کہ مسلمان ہونہین

کیون ہوا ہونہین تیرے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہی مین قاتل نہ گریبان ہونہین

کیا اک بات ہین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہونہین

۹۲

میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہونہین

۱۹

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جدا اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسے لب دے ڈالو — ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ — نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی — ذکر قمری جو کیا کرتے ہین

قطعه

کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا — نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پٹے رہتے ہین خطون کے پرزے — پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت — مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے — چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ — میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد — طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا — مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ — منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

۹۳	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	۱۵

ستم ایجاد وجفا کرتے ہین — ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی — پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ — صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر — ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہین وہ گردش چشم
یعنی ہم اوسپہ پسا کرتے ہین

جستجو مین تری او صید فگن
طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقے ہونے کو تری ابرو کے
صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دے کے لڑاتے ہین ہم آنکھ
قصے یون مول لیا کرتے ہین

سب اونھین کہتے ہین رشک ادریس
تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین

کوی زنار پہنتے ہین ہم
بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین

سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون
نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے
ایسے ہم مول لیا کرتے ہین

کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا
کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے
دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴	دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین	۳۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین
گر خریدار اسکے ہین وہ بکے بازار مین

آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا
تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین

تھی بیاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھین
خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کھاچکے لیچل سوے صحرا جنون
سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہے بلبل نہین ہی عارضی
ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

پاؤن پر منہدی کرے گر تو کرے جانیکا عزم
گل کرین نالے شکست رنگ سے گلزار مین

خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
پھول دو کوڑی کے ہون جائین اگر بازار مین

اوسنے دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سیکڑون روزن بنائے تھے تجھے دیوار مین

سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
ہین کبھی تسبیح کے دانے مری زنار مین

یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریاے اشک
موج کا عالم نظر آیا مری زنار مین

ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین

ہاتھ منہ پر رکھ کے وہ بت کھلکھلا کر ہنس پڑا
ڈھل گئے موتی سے دندان تیا کے ہار مین

اور قاصد سے نہ خط مجھ دلجلے کا جا سکا
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
کیون سبک ہو نہین سکتی شب چشم یار مین

جوہرون پر اوسکے ہو جاتا ہی موجونکا گمان
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بن گئی کنگھی ترے گلزار مین

چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین

کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹین ای وحشت کہین
جیب کے تارون سے بخیہ زخم دامندار مین

چبھ گیا کانٹا فلک کے پاؤن تو اسکو نہ جان
یہ بھی ساتھ اپنے سپہر اٹھا وادی خار مین

غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
کیون نہ کھاؤن خار ہین ہی نکہت گل خار مین

میری گردن مین گریبان طوق قمری بن گیا
سر جھکا یا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ رو ہو زلف پیچان و سیاہ
منہ پہ کہدن فرق جو ہی کافر و دیندار ہین

مژدہ ای بلبل کہ آ پہونچا ہی صیاد بہار
بجھ گئے گلدام عمج بوے گل گلزار ہین

پھرتے ہین مستی مین بیکش گرد پیمانونکی طرح
ہی خم می شمع روشن خانۂ خمار ہین

ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار ہین

جسمین ہین پہ پاؤن یہ کہون وہ رنگین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میرے ملین اشعار ہین

یار کی جانب جو دیکھین یہ صیت ہی صبا
خاک میری اُڑا دینا دیدۂ اغیار ہین

دیکھ سے گلزار عالم ہین ہی کم ظالم کو عیش
پھول کتنے ہین سپر ہین ایک پھل تلوار ہین

کر دیا زندان کو گلشن ہین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار ہین

اپنے پاؤن سے بھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جا پہنچے کوے یار ہین

٩٥	وہ پری پردہ حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر نازنین انداز ہین رفتار ہین گفتار ہین	٤٩

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل آہ واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک باغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہے جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نگیون ہو سرمے پہ گرد سپاہ کا دھوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہے ستارہ سا کیا یہ اے دربان
مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جھڑتے پھول باتین کرتے ہین
چمن کا غنچے پہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب
ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہے حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتے ہین مہرین گواہ کرتے ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا دلاسے کسی بت کی یاد کرتے ہین شغل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر
چٹک سے غنچۂ گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو اے گل ہوا مجھے ثابت
ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزا فرشتون سے پوچھو آدمی کے چاہنے کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہے تجھسے ہمین کچھ بھی اے فلک شکوہ
ستم جو کرتے ہین یہ شکساہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ چھانکے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہے سینے سے انکھون مین آمد آمد دل
مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کردین
کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی میں ہوں کیا ہیدہ
کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہیں

سیاہ کار وہ ہیں مثل خامہ چلتے ہیں جب
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہیں

جو کعبے جاتے ہیں بتخانے سے کبھی اٹھکر
تو سنگسار ہمیں سنگ راہ کرتے ہیں

لکھیں سمجھ کے گناہوں کو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہیں فرشتے گناہ کرتے ہیں

ذرا ہماری وفا دن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دو دست ہے دو دنکی چاہ کرتے ہیں

٩٦	بجائے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہیں	٣٠

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر ادین چشم جادو میں
اشارے ہیں کسے کی قصن پتلی چشم آہو میں

اسیروں کے لیے دانے تو ہیں زنجیر گیسو میں
ارے بیداد گر کچھ آب بھی ہے تیغ ابرو میں

بجا ہی رہتے ہیں تیوری کے بل جو اسکی ابرو میں
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو ہیں شاخ آہو میں

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ براں سے
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو میں

تجھے کیا طعن ہے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کوئی سجدے کرے محراب میں اور کوئی ابرو میں

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہے
مہینے میں کہا کرتا ہوں مصرع وصف ابرو میں

الجھنے سے مرے تو پیچ و تاب اتنا دکھایا کر
کروں کیا دل مرا الجھا ہوا ہے تیرے گیسو میں

حنائی ہاتھ سے شانہ تجھے سمجھے ہے ہیچ آئین
کف رنگین کی مچھلی پھنسی بنجا کے دام گیسو میں

تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بیچ چھٹیں میں کبھی کھٹکے
دل صد چاک ہے ہوئیگا شانہ اسکے گیسو میں

گرے قدموں پہ مہندی اور دکھائے آتش آئینہ
کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو میں

بغل میں یار ہے اور جام مے بھر بھر کے پیتے ہیں
ہمارے ہاتھ میں ہے آفتاب و ماہ پہلو میں

میں وہ ہوں دشت پیما گر میرا گھر کرے کوئی
پڑیں کانٹے زباں میں آبلے پڑ جائیں تالو میں

سمجھ کر دام تیرے کیوں نہ مچھلی میرے بازو کی
کئی ہیں بال زلف یار کے تعویذ بازو میں

تو وہ خوش چشم ہے طفلی میں تیرا دل لبھانے کو
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو میں

تسلسل اشک کا ہو جائے تسبیح سلیمانی
اگر رو دوں میں یاد مہر چشم پری رو میں

اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نہ کرتے ہم
ہے تو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو میں

جو خال چشم جاناں دیدۂ انصاف سے دیکھے
ندامت کش ہو ٹھہرے نہ پتلی چشم آہو میں

صفائی جسقدر اسمیں ہے تیغ اوسمیں ہے پیچ اوسمیں
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہے گیسو میں

جبیں والفجر ہے واللیل گیسوے معنبر ہے
خط رخ سورۂ یوسف ہے اونکے مصحف رو میں

تلیں اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستوں کے
برابر وزن میں ہوں سنگ صنم اکسو ترازو میں

سمجھا ہے منجم برج میزان میں قمر آیا
جو تل کیو واسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو میں

میں وہ ہوں ابلہ پا روز محشر بھی خواہش ہے
مرے اعمال کانٹے میں تلیں سبکے ترازو میں

زمیں جو میں نکالوں آسماں سمجھیں اوسے شاعر
کہیں سب ماہ نو مصرع کہوں گر وصف ابرو میں

تری پاپوش گلگشت چمن کو اے صنم جائے
کہ تیری کفش کے گل ہیں فزوں جن سے ہو نیسے خوشبو میں

چھپر ہی پھولوں کی ہے تلوار ہر سے دست گلگوں کے
ہر اک گل سے زیادہ ہیں سپر کے پھول خوشبو میں

کہیں مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچے
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو میں

جو ہیں خوش چشم اونھیں کیا احتیاج زینت و زیب ہے
کوئی سرمہ لگاتا ہے بھلا کب چشم آہو میں

دکھاؤں دیدۂ حیران کا اوس خودبین کو آئینہ
دل صد چاک سے شانہ کروں اوسکے گیسو میں

مرے تارِ کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے
کہ بیتابی سے ہر مضراب کا عالم ہر اک مو میں

۹۷	ور سر آغوش یاں فرقت میں بھی خالی نہیں رہتی نہیں ہے یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو میں	۱۵

ہاتھ میں سلسلۂ زلف گرہ گیر نہیں
زور دیوانہ ہوں میں بستۂ زنجیر نہیں

فاختہ کی طرح دیوانوں میں توقیر نہیں
طوق گردن میں ہے پاؤں میں زنجیر نہیں

قتل ہونگا میں تری تیغ سے لکھا ہے
خط تقدیر ہے یہ جوہر شمشیر نہیں

دیکھا ہے چشم مرے نقش تصور کا اثر
کون سے اشک میں اوس طفل کے تصویر نہیں

دہن یار کو دیکھا ہے کس منہ سے کہوں
ہے یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہیں

ہوں وہ دیوانہ کروں شق گریبان ٹکڑے
صورت فاختہ یاں طوق گلوگیر نہیں

سیکڑوں سلسلۂ زلف میں ہیں جسکی مرید
نوجوان ہے وہ ابھی جان جہان پیر نہیں

قتل کو شمع صفت میں ہوں سراپا گردن
پر وہ کہتا ہے مری تیغ تو گلگیر نہیں

گالیاں دیکے وہ قاتل ہے میں چپ ہو رہا
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہیں

سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہیں صاحب شمشیر نہیں

تو جو ہو گرم سخن کیوں نہ تکے منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہیں

کونسا طائر مضمون ہے نہیں ہے جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہیں

آسمان کا سر جسکا نہ نشانہ اک بار
ابھی کماندار رہا ہے یہ ترا تیر نہیں

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط		کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین	
٩٨	برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے و زبیہ دہن زخم مگر قابل تقریر نہین		١٣
	اسقدر ہم ناتوان و زار ہین	بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین	
	چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا	اندلون دست جنون بیکار ہین	
	روتے ہین اشکون کے بدلے خون ہم	ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین	
	جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان	ہم اگر تیری نظر مین خار ہین	
	آستین سے پونچھیے کاہے کو اشک	اپنتو منہ پر زخم دامندار ہین	
	دیکھ کر تجھکو مگر حیران ہوے	آئینے جو پشت بر دیوار ہین	
	لے اوڑا ہی وحشت کہ اپنے پاؤن کے	منتظر خار سر دیوار ہین	
	آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح	کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین	
	خود بخود اپنا جنازہ ہی روان	ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین	
	سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ	واہ کیا طالع مرے بیدار ہین	
	ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے	ہی بری آب و ہوا بیمار ہین	
	اپنتو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ	آستینین ابر دریا بار ہین	
	سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین	نقشہ ہاے قامت دلدار ہین	
٩٩	کون ہی بیزار ان وزرون زیر	ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین	٢٣

خواب میں دست تصور بھی کبھی محرم نہیں
ایسی پری عنقا سے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہیں

بیدماغ ایسا ہوں بزم مے میں بھی خرم نہیں
دور ساغر ساقیا دوران ہم سے کم نہیں

ہاتھ میں اب اک پری کے کاکل پرخم نہیں
وہ سلیمان ہوں کہ جسکے قبضے میں خاتم نہیں

ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اس میں دم نہیں

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہے آدمی بھی کچھ پری سے کم نہیں

کیا کروں گلگشت گلشن ایسے بن فرقت میں
خار ہے یہ گل میں ہے آبلہ شبنم نہیں

ہے مری بزم عزا میں وہ مہ تاباں شریک
ہالہ مہتاب ہے یہ حلقہ ماتم نہیں

مثل گوہر ہے مہیا آب و دانہ غیب سے
میں قناعت پیشہ ہوں منت کش حاتم نہیں

اپنے آگے سرفرازی ہے دلا سرگشتگی
گر زمیں پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہیں

تب مزا ہے یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
لطف کیا ہو گل تو ہیں قطرہ شبنم نہیں

سیل بھی آئے تو آئینہ ہے دیوار کا
گھر مرا معمور حیرت ہے مجھے کچھ غم نہیں

منعمو نے صرف کی تعمیر میں عمر عزیز
یہ نہ سمجھے خانہ تن کی بنا محکم نہیں

گل جو ہنستے ہیں تو کیوں روتی ہے شبنم باغ میں
گلشن عالم میں گر شادی و غم توام نہیں

طور سنگ آستان ہے ہر شرر ہے برق طور
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہیں

آب خنجر بھی گوارا ہے پلائے خود جو وہ
یار قاتل ہو تو زخم اے دل کم از مرہم نہیں

اک پری پیکر کی گردن میں پڑے رہتے ہیں ہاتھ
دست خم گشتہ ہیں خاتم کہ سلیمان ہم نہیں

دیدہ تر سے نہ دیکھوں سوئے آب زندگی
سامنے مجھ تشنہ لب کے قدر جام جم نہیں

رہتی ہے میری کیا کیا ملین کتی ہین جلا و | ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کسیمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے | تہمین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر | نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کچھ نگہبان ہی فلک | گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی بچھڑ کیتی واہ ری شوخی تری | دست نگین کی بھی مچھلی کو قرار اک دم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا | آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا کم نہین

۱۰۰

کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائیگا راحت ای وزیر
سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سم نہین

۲۸

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین | حلقۂ ماتم سے زنجیر پری کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہے افسوس لیکن ہم نہین | حور تو ہے گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیدۂ کے قبضہ مین انگشتر رہی | حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہے غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بجھائی جو گھڑی | آہوونکو ورنہ تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہے صاف نالہ صور کا | گریہ ہی پیدا نہی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق | ورنہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین دعوے سلیمانی کرو | مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اور کچھ ہو کے نہ چھین غنچہ کے کہین [illegible] مینا | آگیا ہی عارض گل پہ عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی ابر آمد [illegible] موج شراب | ہم جو ہم سے ہجر مین کسکو خیال ام نہین

خاک کر دو اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اوپر ہی شبنم نہین

ہر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت کا ہی پیدا ایک کے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے ہین کم نہین

آتی ہی اوس مہر وش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھ اوسکی کشش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جو بہر تواضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ مے کے قطرے آبلو سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پہ فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جس سے ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

ای گلو شادی زیادہ مور دانہ دہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کان لگے پڑے ہین آواز اوسکی آکر جب کہی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمو کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی سے دے گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی سایہ عکس			مغز بادام ای پری رو بے سبب توام نہین
١٠١	بوسہ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین		١٥

تیغ وہ آبدار لاتے ہین	دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین
پاون پڑتی ہی اپنے جب زنجیر	طوق کو ہم گلے لگاتے ہین
زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک	عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پر خم کو کب چھوا ہین نے	آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اوسنے صاف ہین ہم	جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکر	مردے قبرون سے نکلے آتے ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا	چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل	دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین
خنجر آبدار سے قاتل	میرے دل کی لگی بجھاتے ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے	کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین
گل زخم اب ہین گے تیر سے کب	بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر	لن ترانی کسے سناتے ہین
تو بھی دکھلا دے کعبہ ابرو	ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی	اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

۲۵	خط میں لکھتے ہین شوق دید و زیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۱۰۲

قوت بازو ہوی ہین ای سمن بر انگلیاں
پار گذرین دل کے جب کہدین جگر پر انگلیاں
کیا ہی نیور رون پر چڑہی ہین ای ستمگر انگلیاں
گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
لوں بلائیں مین تو وہ گل کہل کہلا کر ہنس پڑے
او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ
بل بے مستی ٹپکتی ہے پسینے کی طرح
دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
ہوگا صحبت کا اثر ذرہ حنا سے ربط ہی
جام خالی پر رکھا کیوں دست گلگوں ساقیا
طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلوں پر ترے
رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
کم کسے سمجھیں ترے دست حنائی کا شبیہ

طائر رنگ حنا کو بنگئیں پر انگلیاں
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر انگلیاں
پھیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر انگلیاں
جب ملین جھک کر ہوین پانچون برابر انگلیاں
گل کھلاتین صورت غنچہ چٹک کر انگلیاں
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر انگلیاں
ڈر نہ ای قاصد کہ چبہوتی ہین اکثر انگلیاں
گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر انگلیاں
جھانکتے ہین کسکی تہین جیب سے باہر انگلیاں
دل چرا لیجائینگی ہے چور بنکر انگلیاں
کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر انگلیاں
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیاں
لال ہیں درجہ کہان تجھمین ای کبوتر انگلیاں
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر انگلیاں
سب ہین انگشت شہادت کی برابر انگلیاں

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے — شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تیہر او نگلیان

آئینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلاتین ہے آپ — کاٹ ڈالینگے ابہی حضرت سکندر او نگلیان

خط نہین اوپر قیامت کا ہی کچھ تحریر حال — پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر او نگلیان

کون پھاڑیگا گریبان آئی گر فصل بہار — تل ہتیلی کے بنین اہی ضعف گھلکر او نگلیان

مشورت کچھ قاتلون مین ہی ہمارے قتل کی — کسطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر او نگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو — کرتی ہین اہی دست وحشت کار نشتر او نگلیان

چل رہے ہین پاؤن کیسے کچھ ہوا جی ہنگام رقص — کرتی ہین خنجر زبان ہر ہر قدم پر او نگلیان

ایک ہو تو کہیے مین یہ ہین سب مشتاق قتل — ہاتھ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر او نگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے — اہی زلیخا اسپر کٹتے ہین وہ سپر او نگلیان

۱۰۳	شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج ای وزیر اتبو ہین موج آب کوثر او نگلیان	۱۰

بھری ہی تو نے جو ساقی شراب شیشے مین — پری اوتاری ہی اپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین — ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین — بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا — پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین

غروب چاند ہی پہلے آفتاب رہتا ہی — نہان ہی آٹھ پہر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہی نہوز پیر آسمان غافل — پری کیطرح نہو مست خواب شیشے مین

کیسلے آتے ہی ساقی کے یہ جو اس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین بہری خاک بھرے
فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہے یہی
ہماری روح پہ ہووے عذاب شیشے مین

سواے روز مرے میکدے مین ات کہان
فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

۹	وله	۱۰۴

میرے نالونسے تہ و بالا ہوی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک و بار ہا سر پر زمین

ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجکو نظر آئیگی وہ انکی سر زمین

کسطرف جاؤن کہ ہوان دو بلاؤن سے نجات
آسمان گھر گھر یہی ہی اور یہی گھر گھر زمین

بار ہی بار یہ مجھے پیسپین بہ رنگ آسیا
آسمان دن بھر ہے گردشمین تو شب بھر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے
کانپتی ہی ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین

جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید
وان عوض سبزے کے پیدا کرتی ہی نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہی
رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا
آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف
بیٹھ رہنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

۸	وله	۱۰۵

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون
ہمصفیر وان چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

اى مسيحا تيرى زلفون كى درازى ديكهكر
كهتى هى عمر خضر مين گيسو كوتاه هون

آسمان پر بهى سيه بختى مين هى ميرا دماغ
خال روے مهر هون داغ جبين ماه هون

كه رهى هى آسمان سے يار كے گهر كى زمين
طور هون صحراے ايمن هون تجلى گاه هون

بيٹهنا كيسا ادهر آيا ادهر راهى هوا
دن جو هون تو مختصر هون شب جو هون كوتاه هون

الله الله كيا هى اوسكے پاونكى ٹهوكر كا لطف
هى هر اك بت كى تمنا كاش سنگ راه هون

۱۰۶ | روز محشر سے وزير افزون هى اس كافر كا طول
اب بهى كهتى هى شب فرقت بهت كوتاه هون | ۷

گوهر اشك سے لبريز هى سارا دامن
آج كل اس دولت هى همارا دامن

اى جنون باد بهارى سى نهين جنبش مين
كچه گريبان سے كرتا هى اشارا دامن

وصل كى رات هى بگڑو نه برابر تو رهے
پهٹ گيا ميرا گريبان تمهارا دامن

جامه چين نے نهين يه پهول چنے نرگس كے
سيكڑون آنكهون سے كرتا هى نظارا دامن

بهت اى دست جنون تنگ نظر آتا هى
باندهے دامن صحرا سے همارا دامن

خوب پهنچا ديا اى دست جنون هاته تلك يار
مل گيا آج گريبان سے سارا دامن

آمد آمد هى مرے اشكونكى مگر سن لى هى
جهاڑ كر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷ | وله | ۹

مثل اشك اك روز دل آگه كا نشتر آستين
تير دستى هى ترا هر ايك تار آستين

اى صبا پهنچائيے هاتهون هاته دست يار تك
خاك دامنگير ميرى هو غبار آستين

ہاتھ میرا ہی گل تر سوکھکر کانٹا ہوا — ہی ترے دامن کے چھٹ جانے سے خار آستین

ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا — خار دامنگیر اندرون ہی خار آستین

دونو اپنے کام مین یکجان جان معروف ہین — روح دامن کے تصدق دل نثار آستین

دوش پر رکھا ولیکن کسنے دامان قبا — ہو گئی دامن کی کلیون سے بہار آستین

تھک گئے آنکھون مین آنسو آتے ہی جلنے داغ — دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین

اونکی لغزون کیطرح ہر عضو دشمن ہو گیا — بنگیا ہی آستین مین ہاتھ بار آستین

۱۰۸	دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر اشک گلگون سے ہی اندرون بہار آستین	۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین — ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق — کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا ہمین — دہن کے ہوتے نہ ہونے مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو — چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو — نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دو ہوگئی پڑھ دوگانہ عشق — جو بے نماز ہو وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی بالله دید — مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھسے پھرنے لگے جب ہی میرے درپئے قتل — الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو توڑاتی ہین خاک — یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس وہ لائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
مے نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہے آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہیگا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کے لیے بہتر اسکے دام نہین

مے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہے مست
مگر شراب یہ ہم مشربو حرام نہین

١٠٩ پکار اپنا گدا کہکے مجکو اے شہ حسن
فقیر ہون ترے در کا وزیر نام نہین ١٨

عذار یار پہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہے کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوئے شام نہین

ولائے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیب آپکی مثل پری سہی قد ہے
مگر یہ عیب ہے چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہے گنجایش کلام نہین

بجھی ہے آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین

ندیکھا نقش قدم کا صدا کے پا نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابروے قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دن کو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل لیے گذر گئی مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین ہندو آ
مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

۱۱۰	نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین	۱۶

ہی غلط کر ترے دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو یہ تارے ہین

کیا ہی ہر جائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مسی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ اتنو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار پا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سوٹے نہ پڑینگے بوسے
شیشہ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز ہما کر او سے پونہچائی ہین
آب جاری کیا اعجاز سے اے بحر کرم
مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
ہاتھ اگر چھو لے سے جل جائے ید بیضا ہو
رنگ کب ہین ان آنکھون مین ہمین لیتے بال
پشت پر ہین سپر چشم سے ہیئت تیغ کی طرح
روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
دیکھکر تجھکو حسین کٹتے ہین جھوبین ہناو

اشک کا ہیکو ہین نیا اک گہر کاری ہین
انگلیان کا ہیکو ہین لوکے فواری ہین
نئی کھیتی مجھے سوجھی کہون سپاری ہین
لعل لب اوس بت کا ذکر وہ انگاری ہین
ہاتھ انو پہ کبھی یار نے دے ماری ہین
چار پھول اوسکے تمہین پھولکے پشتاری ہین
اتنے بے منت خلق آپ کے نظارے ہین
کنگھیان کیسے نہین سر پہ وان آرہی ہین

۱۱۱
دل پہ جو گذری خبر انکو نہ دی آکے وزیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین
۱۵

سب کو خسار مخطط یہ تیرے پیارے ہین
منہ نظر آتا ہو آئینے وہ خسارے ہین
زہر ان کالون مین ایسا ہی جو دیکھے مرجائے
شاد ہون دل مین کہا شام کی نوبت سنکر
صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہے
آہ مین دلکا غبار اشکو نہین ہین لخت جگر
منہ چھپائے ہوئے ہین نانے سے طفلان حسین

بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین
اپنی بھی پیر او اونکے بھی نظارے ہین
سیکڑون سانپ تیرے گیسوون نے مارے ہین
کوس رحلت ہی بس صبح کو نقارے ہین
رونگٹے جسم مین کا ہیکو ہین فوارے ہین
باد مین خاک ہے اور آب مین انگارے ہین
ہی علم ابھی جزدان مین سیپارے ہین

پاپی پاپی ہین تیرے آگے حسینان جہان
اب بھی کہتا ہی اوسے کچھہ لکھا شوق جمال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین پا
مسی آلود نہین تیرے لب آتش رنگ
ستصدق وصفتو فسے ہین دو لو عارض
کھینچکر اوسکی تصاویر کھے صورت گر
لکھ دیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سے فواری ہین
پشت قاصد پہ دلا نامون کے کشتاری ہین
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہوون نے ماری ہین
اپنی نظرون مین وہ حوان حنا لنگاری ہین
پھول خوشبو مین جلا دینے ہین انگاری ہین
کیسی مصحف رخسار کے سیپاری ہین
صنعتین کین ہین تیرے چشمے نہین ماری ہین

۱۱۲	الفت چاہ زنخدان مین لاغر ہون وزیر روزن مور مری نظرون مین اندازی ہین	۳۱

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہو گئین
سرخ پلکین ہو گئین خونبار آنکھین ہو گئین
دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہو گئین
اٹھ گیا ہی اشک سے بہنے لگا ہی خون گرم
لڑ گئین تمسے جو آنکھین ہو گئی اکبار صلح
کشتی می لیکے ای ساقی لوٹ بہر خدا
ہی تصور لبکہ آنکھون مین خط رخسار کا
ای بتا کافر ہی لبس بے عیب اث اللہ کی

مبتلاے کافر و بیدار آنکھین ہو گئین
دیکھہ لو اب زخم دہندار آنکھین ہو گئین
جام ہاے شربت دیدار آنکھین ہو گئین
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہو گئین
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہو گئین
بے ترے محفل مین دریا بار آنکھین ہو گئین
آئینے کیطرح جوہر دار آنکھین ہو گئین
لب ترے عیسی ہین ہو بیمار آنکھین ہو گئین

گھٹتیں پلکیں ہیں تنگ جس میں تنکو نکے ساتھ
اٹھو نظر و نہیں گل بہار آنکھیں ہو گئیں

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
ای پری آہوے خوش رفتار آنکھیں ہو گئیں

میرے پاؤنکی طرح ہیہات اب گردش میں ہیں
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گئیں

عین نادانی ہی اب انسے جو رکھیے چشم دوست
شکل مژگان بھر گئیں بیزار آنکھیں ہو گئیں

لخت دل یاقوت ہیں آنسو ہیں موتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں

دو تو ہیں چشم سخنگو گر نہیں ہی اک دہن
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھیں ہو گئیں

عشق پنہاں پردہ گریاں نے ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھیں ہو گئیں

ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش میں ہی
خوب کاوی ہو گئی ہیں ہوار آنکھیں ہو گئیں

ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلو سے صاف صاف
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھیں ہو گئیں

تول لیتے ہیں سد النظر نہیں جنس حسن کو
پلہ میزان مری ای یار آنکھیں ہو گئیں

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کیطرح زردار آنکھیں ہو گئیں

کہتے ہو سب دیکھتے ہیں تیری آنکھوں نے مجھے
سچ کہو عیار کی بیکار آنکھیں ہو گئیں

چلیے اب صحرا سے کوی یار نہیں دکھلائیے
آبلوں سے پاؤں نہیں وہ چار آنکھیں ہو گئیں

پھول نرگس کے بنانے کب وہاں ہمارے سینے
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گئیں

ای خدا انشا ہر ہمارا ثم وجہ اللہ ہی
جب نگہ کی بت پہ تجسبی چار آنکھیں ہو گئیں

آپ ہی انکو بنایا عشق تیر یار نے
ہی سپری تار نگہ سوفار آنکھیں ہو گئیں

پیش نرگس ہاتھ پھیلائی ہیں شاخ خوش ورخت
کسکو دیکھینگے جو اب درکار آنکھیں ہو گئیں

جب گھٹے ہیں بنگئے ہیں نقش شر لوا ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھیں ہوگئیں

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہیں نظر
بادہ وحدت سے کیا سرشار آنکھیں ہوگئیں

روتے روتے ہجر میں سوجی ہیں یہ پستان تن
جسم لاغر ہوگیا طیار آنکھیں ہوگئیں

عاشق ابرو ہوں کرنا دیدہ و دانستہ قتل
جوہر و فسے تجھیں ای تلوار آنکھیں ہوگئیں

آنکھ کے ڈوروں نے تیرے کچھ تو ہیں جھا گر دیے
ای صنم جو مائل بہ تار آنکھیں ہوگئیں

١١٣
پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فریب
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھیں ہوگئیں
۵

اوس حسین کے ابلق کو کہاں پاتی ہیں آنکھیں
کیوں گھوڑے تصور پہ دوڑاتی ہیں آنکھیں

جب آنکھ لڑاتے ہوں تو وہ شرماتی ہیں آنکھیں
پس مژگان میں چھپ جاتی ہیں آنکھیں

ہوتی ہیں شب وصل ترسی دید کو پیدا
تاروں کی طرح صبح کو چھپ جاتی ہیں آنکھیں

وحشی ہوں دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آکے پتھراتی ہیں آنکھیں

جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہیں آنکھیں

ولہ

میں کیا جہان دنگ ہی اس اختلاف میں
عارض نقاب میں ہی کہ قرآن غلاف میں

شبہے سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف میں

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک سب کے خال پر
موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف میں

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف میں

۱۱۴	غزل فارسی	۶

ببینم وقت رفتن حسرت پیدائی نگار من — که از نقش قدم پیداست چشم انتظار من

نگه از دیدنش چون پر پروانه می سوزد — نگه دارد چراغ از داغ دل شبهای تار من

فلک گر دارد از فرط حرارت کورهٔ آتش — معاذ الله فتد گر بر زمین مشت غبار من

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — به بیند گر کسی آئینهٔ لوح مزار من

اگر از سستی بختم سمند او نمی آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من

مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نہی — صفا با صورت آئینه می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہمین سودائی نہین — مجھ بوسے زلف کی بیڑی جو پہنائی نہین

شوق میخوار ہین ساقی یہ چلا دریائے اشک — کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین

ولہ

نظرون سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین — دل ہے قریب ایسے ہے کچھ فاصلہ نہین

ولہ
چلین انفاس کے ہین اندرون کچھ نکہت گلچین — کہ آمد شد ہوا اسکی کو جیسے منقار بلبل مین

ولہ
برنگ بو ہی سکر وحی ایسی بلبل مین — پھری چمن کی روش کو جیسے رنگ گل مین

ولہ
صدا رونیکی آتے گر اوسے چھیڑی تو ای مطرب — جو میرے آنسو نکلے تار ہون تیر ستار مین

ولہ
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا — لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو بگرین

جگا دیا مجھے سوتے مین سید ملغ ہو نہین — ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سے تہی پایا کنار پیر کو — اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو
ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو — کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کرلو تیر کو
مار ڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھ نخچیر کو — چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو
ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی تنگ چینے — کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو
تو نہ بوسہ دے سکا لیکن ترے دیوانے نے — سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو
پڑتی ہی تیرے مکان پر یار جو بہر الکی آنکھ — گرد دامان نگہ منگوا ہی تھی تعمیر کو
ہی زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین — یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو
حال اس غفلت کدیکا تھا عیان ورنہ ابتک — خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو
پٹ گئے ہین سیکڑون چھپا جو اے خونخوار حلق — کسکے خون گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو
تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکے لیے — منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو
ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر کھینچین قلم — دودھ سا پتھر سے جاری کر دین جوے شیر کو
دامن اوس گل کا جو اٹکا پھر کے دیکھا ناز سے — دے اب اے بلبل دعائین خار دامنگیر کو
جا کے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ — کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو
ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین — کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو
پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی — مت سمجھ بیجا ہے شمع پر گلگیر کو
بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے — لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا رواں ہر گھر مین ہی
ہاتھہ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجھسے نہ پنہان ہوسکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

پھر استقبال جاؤنگین کبھی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آگے دیکھون اوسکے تیر کو

۱۱۶
ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے اے وزیر
کھینچے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو
۱۹

دیکھ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہو ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سے اوٹھ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

اے پری تو نے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

مو سے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ دست حنائی ہین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھ اے وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

رو دئون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکے سے بھلا اے شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن جو کھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سینو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانان کی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیر النشانہ کیا بچے
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو

جو گیا تیرے مکان مین پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
کوہ کو لیستان مین سمجھا شیر جیسے شیر کو

گر میان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
آگ لگ جائے الٰہی موت کی تاخیر کو

بن گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
او سمین اب شاخین نکالے کہد و آہو گیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا ہے لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷

شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

۱۳۱

بے چین ہی یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
مچھلی کی طرح تلوے چھپا مین خار کو

دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
پھولی ہی شام کہد و یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کہو سرکا ہے منہ پہ بال
پھولون مین کیون لپیٹا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بے چراغ کسی کے مزار کو

ای گل کہان نہین مرے رونے کا تذکرہ
سن لے صدائے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین
دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہر چند شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مر جاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا اوسنے عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ مین
دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر
دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پہ
یون روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو

مسّی نے تیری دانتون کی برباد کر دیا
گرد بیٹھی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چھو کر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے یاسمین
روشن بہ رنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھائے پردۂ کثرت جو آنکھ کو
پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ ابھی سوار ہے
دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا کرے
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بیدماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ فی ہون تیری ورد ہی لب سے فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگائے تو مجھ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹھاؤن یو ہین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولون کا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو

گر تو نہ آئے موت کا ہین منتظر رہون
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو

تر دامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

پھر سوال آئین جو مجھ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

۱۱۸
آئے ہین میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر دُر شاہوار کو
۲۴

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگالون گا غزالان ختن کو
آنکھون سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکھ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نے نعم البدل اسکا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہتا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ میں چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئے | دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو
کرتا ہیں لڑائی کی لب لال سے نظم | وے لال سے مانند لڑا لعل یمن کو
دل چاہ ذقن میں تری زلفوں کو نہ بھولا | افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو
مرتا ہے جہاں تجھپہ اپی قاتل عالم | اب زندہ بھی پہنے ہوئے پھرتے ہیں کفن کو
بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات | صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو
قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری | جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو
یوسف کیطرح گر پڑے اے یار کنوئیں میں | دیکھے مہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو
خوش چشموں کے مضموں کہے میں نے قلم بند | تیرے سے کیا صید غزالان ختن کو
بت کہتے ہیں کیا کیا مجھے اس برہمنی پر | اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو
آنکھوں نکو تری سرمے کے دینا ہے گراں ہیں | شاخیں ہیں وبال اپنی غزالان ختن کو
تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا | بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو
مرنے پہ بھی خوش چشموں کو مجھسے وہی کاوش | سبزہ مری تربت کا چراتے ہیں ہرن کو
یاروں نے پس مرگ مرے باندھ لیے ہاتھ | تھا خوف کہ ٹکڑے نکرے جیب کفن کو
مرنے پہ رہی ساتھ نشانی کی وہ رنگی | دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹ — جنبش نہ زباں کو ہو تو پھر بات نہ نکلے
گویا کہ ہے گردش سے وزیر اہل سخن کو — ۱۴

دوست سب کہتے ہیں سر و قامت چلا دو | نکلے قمری تو ٹوٹے کر بیضۂ فولاد کو

پونچے گر فریاد سے دست زلیخا داد کو — آ سے چاک دامن یوسف مبارکباد کو
کیا اوڑا لیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو — گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو
نقشہ موسے کمر کھینچا تو بھولا تھا لچک — ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو
ہمصفیر ڈھانپ دیتا ہی قفس گلدام سے — رحم آجاتا ہی مجھ بلبل پہ جب صیاد کو
پھنک رہا ہون کسقدر اللہ رے سوز فراق — موم ہجائے اگر یون ہاتھ مین فولاد کو
لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہو جائینگے — پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو
صدقے کرکے سرو کو آزاد اوس نے کر دیا — کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو
کٹلے سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجھے — سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو
ضعف کی تاثیر نے کھینچنے نہ دی میری شبیہ — رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کر دیا بہزاد کو
پاے مجنون جب کھینچے زنجیر سے لکھ بن گئی — خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو
جسم کیا اوطفل مہر و چوٹ لیکے لگ گئی — تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا اوستاد کو
ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے — گا بہارا و طفل جنگلا ہو نصیب اوستاد کو
سبزۂ خط دیکھکر ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے — جا او رے صدقے مین چھوٹے دو گے اب صیاد کو

١٢٠	ولہ	۳۴

اس پتے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو — چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو
طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو — شوق سے کعبہ کہون ہین ابرو خمدار کو
جب صبا لائی اودھر سے بوے زلف یار کو — نافۂ مشکین بنا یار و زن دیوار کو

کرتہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کہتے ہین اپنے یار کو

دیکھیے بندش صفائی کی جو کیجیے وصف خم
باندھیے سوچ سے مضمون لف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رہگئی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب اے بخت خفتہ المدد
نیند آ جائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بھیجے میرے ہاتھ
لکھیے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو اے شعلہ خو
کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون تیرے پڑے ہین میرے کیا ہوا انگر گنا
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہ ثابت مجھے ظالم کی قسمت مین ہے عیش
دیکھتا ہون آتے دن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نہ کیون ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہین اب ہی برابر رات دن
سر سے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خال بازو ہی افعی لے کو نکلو بچاتی ہی بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خال کوے یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد اے بال شوق
عندلیبون کی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی یہ آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس کیجیے اے گل ابروے خمدار کو

اے بتو در پردہ تم سے زاہدونکو بھی ہی عشق
صورت تسبیح پنہان رکھتے ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پر اوٹھون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن ورنا توانی یار کو

میرے نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موے تن مضراب ہین ہر اک کفن کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا شیدا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنے اب تصور اسکا کھینچے اندن
عرش مین لٹکائینے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے آنکھوں مین لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستہ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابر ہی عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردین گریبان کیطرح
تیرے وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آہی ہی دہشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب بہ روؤن منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھے ہین مضمون جو مین نے قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑھتے ہین مرے اشعار کو

۱۲۱	پڑگیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ہی وزیر سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو	۳۷

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
پھول دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو

زیر ابرو دیکھ گردش ہین چشم یار کو
ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پہ تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو

باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو

دیکھکر خورشید کانپا ابروِ خمدار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر ایام اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھہ آیا فکر سے
زور افسون سے کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابروِ خمدار کا
چوم کر لیتے ہین اکثر ہاتھہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسین
آگ لگ جاتی ہے تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ نے لاکھ تیر
ابروِ خونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوسا ہم سرداری کرے
ای جنون صحرا جو بھیجے مجھہ پہ تیغ خار کو

لاغری سے آج ہم دوش ہوا پر پھرتے ہین
ای گلو ہنستے سمجھے گل خار سر دیوار کو

اسقدر ہین کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑکر سو بار دی ہی ای جنون ہمنے گرہ
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
یاالٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو

پاؤن کے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہ
دیدہ سر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

شکل قمری وسکے وحشی طوق مین پہنے ہوے — اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہے احتراز — کس نے بتلایا ہے یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے — باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر مے بنتے ہین ساقی بہکنے پر مرے — قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دے ای رشک گل — باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب — جب صبا لائی چمن مین لوٹ کے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا ہین کفر کا — ہو گیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب — سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون گل سے مثال — باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اس نے خندان کر دیا — زعفران کا کھیت کھینچے تیغ جوہر دار کو

دیکھ کر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب — ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح — ای مژہ تو ابر کردے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال — پیچ مین لائے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا — عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہے مثل برق خط — نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانہ برق تجلی ای کلیم — طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی اللہ یقین — ای بت مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

۱۲۲	وصف ان شیرین دہانون کا لکھون گر ای وزیر نیشکر دم مین بنا دون کلک کو ہر بار کو	۳۱

بنے گلخن جلادون آہ سوزان سے گلشن کو
کہین ہین خوشہای سوختہ پھولون کے خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزانسے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولون کے خرمن کو

ہمین بلبل سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سے کہہ دو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسے میرے کیا وہ غفلت میں آگہ ہو
نہ جاگا پاے خفتہ سنکے زنجیر و نکے شیون کو

ولا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہے
کرے نیرنگیان قالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکو نکے آنکھونسے جو گرتا ہے
جنون نے دامن صحرا بنایا ہے مرے دامن کو

بہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پہونچے
بنا دون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب مقناطیس بخشا ہے
گلے سے خود لپٹ جائے جو لاؤن طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین آہ کیا ہے جلوہ دندان
بھرا ہے ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
سلو الجنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلے
اولٹ دون جام مے گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب ہے بخیہ نے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتے ہی ای وحشت یہان تک پھر گئین آنکھین
بھرا مژگان نے میرے پتھرونسے اپنے دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہووے
سپر کے پھول لازم ہین چڑھانا سیر دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہی فلاخن کو

صدا آنے لگی ہی زاہدو اللہ اکبر کی
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر جوبن گلو کے شیشۂ مے کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاوس اپنی گردن کو

ہمین پہ سنگ طفلان کم نتھا پر اس سے وحشت
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کسکے گوہر دندان سے اسنے ہسری کی تھی
ملایا جو خدا نے خاک مین سیر کے معدن کو

ہین لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پر دہمین ہی شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل مین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کر دے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس سر اکنبد بدفن
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہی ای طفل برہمن کو

کیا شرمندہ شگوفے نے دکھلا دے اب عارض
بنا پروانہ ای مہرو چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض ہی وانکی تربت پہ شور عندلیبان ہی
کیس نے پھونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جاتی ہین گر ہاتھ سے ہین لو سنگ وحشت اہی
تڑپنے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پہ تھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

١٢٣	کرون گر مین خیال گیسوئے شبرنگ مین آہن وزیر اکدم مین گل کردون چراغ صبح روشن کو	٩

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشہ بھر رو کے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی غش ہو کے دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

۱۲۴ — وله — ۱۶

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جن اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پر ہا ہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم تو پہنچین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

نے یار نہ ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہوا نہو

خون جگر پیا سو جس سے وہ مر رہے
کھانے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہی کہیں کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھینچ سکی
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تونے لگایا تو فائین
بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہیں ایسی دلخراش
ہمراہ قافلہ دل نالاں مرا نہو

جو ہوسکیں وہ مجھ سے کرو بیوفائیاں
تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھائی کسی نے نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیوں تڑپتے ہیں صیاد اسیر دام
ہاتھوں میں تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو پھینکی مزار پہ
اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیوں ہی چرخ جفاجو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہیں آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھ وہ شوخ
کہتا ہی یہ فقیر کہیں بینوا نہو

ہی درمیان میں تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

مہر جواب خط میں جگہ چھوڑ دی تھی کچھ
قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روح کو ہی جسم میں آنے کا اشتیاق
اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائیں سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکھوں تو کیونکر آنکھ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵	تاریک ہوگیا ہی نظر میں جہان وزیر آنکھوں میں اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو	۲۴

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
ابی جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکھ کے وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

گرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو

جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو

کیا ہین ہی نکھی ہوین مژگانکی پلٹنین
سرمہ جو دو توشتہ گرد سیاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجھ سے یار
خشکی مین ابی خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج وحباب وار نہ عریان ہون کبھی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرمارہا ہی حق کہ مین ربّ غفور ہون
اب مین ہون بے قصور جو مجھسے گناہ ہو

سوجھی ہی الٹی دشت نوردی مین ابلہین
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
سر سے حباب وار ہمیشہ کلاہ ہو

نظروں مین ہون سبک تو مین چڑھ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
مثل نگہ روان کہین آنکھونکی راہ ہو

جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا ٹھہر
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکھین جو آنکھ اوٹھا کے وہ مجھ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سے اڑے وہ غبار خط
اس درجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہدان باغ
گل پھاڑ کر قبا نکلین داد خواہ ہو

بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہو
دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو

لو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط
جاے جدھر وہ ساتھ ہے سایہ اشتباہ ہو

پانی بنے سفید ہو ساقی شراب سرخ
بوتل فراق مین بہ رنگ ابر سیاہ ہو

۴۴	ساقی چلے وزیر ابھی توبہ توڑکر گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو	۱۲۶

نہ بنے مثل حباب ابتو ہی گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین جم کر آنسو

کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینے کی طرح ہر آنسو

صورت طفل پری زاد بنا ہر آنسو
ہین عزیز اب مجھے آنکھون کے برابر آنسو

تو نے ڈھکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو

پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین
ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوئے ہم جھڑکیان سنکے دربان کی
چشم روزن سے نکل جائین گے بنکر آنسو

جل کے تلوار تری آگ گئی کیون روتے ہم
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکھ کے تجکو تو نہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی کھتی ہی گریان ساقی
جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائیکی / لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو
منہ ہی کیا آئینے کا ہو جو حجاب رخ یار / توڑ ڈالین یہ ابھی سد سکندر آنسو
اوٹھ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے / گر پڑے چشم بط مے سے زمین پر آنسو
آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی / ہو گئے شیشۂ بادام سے بہتر آنسو
آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا دولت / تھا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو
چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے / کہ حبابون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو
پتلیان حسرت دیدار مین یون آتی ہین نکل / جسطرح آنکھ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو
عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر / تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو
لاکھ ویران ہون رکتے نہین جانیوالے / اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو
جو ہو رسوا کہن عاشق وہ چڑھے سولی پہ / آئے مژگان پہ جب ہو آنکھ سے باہر آنسو
نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی / صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو
پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اس کو / کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو
پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک / آگئی لہر تو دکھلائے گا جوہر آنسو
رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی / ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو
کوے قاتل مین اگر جائے دل بیسر و پا / ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن تک آکر آنسو
پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ / مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو
گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین / طفل نادان کیطرح سو رہین چل پھر آنسو

۲۰	ولہ	۱۲۷

آہ کھینچون تو بہا دے ابھی پتھر آنسو
نکل آتین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون سنگ طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھون کی لگا لیتی شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی یکدر آنسو

صدمہ گر دیتی کب اوٹھاتین پھر
کیون نہون سرمے سے ایجان بسر آنسو

دو لگا آنکھین تجھی یاد آتین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب وہن تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہا دے مژۂ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

ہین وہ میکش ہون نظر آتین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا اکثر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھیو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف آشنا نہین ایام
پھول ہین دن کو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو

یار لیتے جو مرے شک سے تو ہو جائے کبھی
دست گلرنگ مین بنجاتین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ پانی مجھکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین وزری کی		آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سو آنسو
نہین منظور ہی روکر تمھین رسوا کرنا		لو او ٹھا لیتے ہین وے کیطرح ہر آنسو
تو بھی اے خار مژہ صورت نشتر ہو جا		وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہے آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلایئے جانا مجکو		آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو
ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو		صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو
لیا جان و دل و تاب و توان کو	ولہ	مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو
کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو	ولہ	ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸	ردیف ہاے ہوز	۳۶

گر او لٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ	سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئنہ
دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ	بخت اسکندر رہے تقدیر پشت آئنہ
حکم ہو تو پیچھے سے لپٹون مین چوٹی کیطرح	تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ
ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا	معجزے دکھلائے گی تنویر پشت آئنہ
کیجیے داخل دل بیتاب یار یکی عوض	روز سینے نالۂ شبگیر پشت آئنہ
منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ	آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ
یار کے منہ پر کھڑے ہین آج وصف پشت پا	پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گھر
دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئینہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیر نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئینہ

یار کے دست حنائی نے لگادی اوسمین آگ
اب آئینہ کرے تدبیر پشت آئینہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہی
فسر طائر طوطی تصویر پشت آئینہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشت آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
کیمیا اب سیماب کو اکسیر پشت آئینہ

تم اودھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان
ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئینہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست آتی ہے
بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشت آئینہ

کیا دیے آئے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئینہ

سایہ ساں دنکو پس دیوار ہی فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئینہ

جب حنائی ہاتھہ اوس شک قمر نے کر دیا
آفتاب آسا ہوئی تنویر پشت آئینہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین جب عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئینہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئینہ رو کی طرح
پیش اوسکے کیون کرون تحقیر پشت آئینہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئینہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئینہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئینہ

بیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئینہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا اودھر آئے نکل
ہے رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب پہ مثل خط ظاہر ہوئے حرف سخن
بن گئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس وے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر
خود نمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابر و تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
چرخ پر چڑھ جائے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا تیر دستی آپ نے
بن گئی ہر ایک انگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاند کا اب وہ بن گیا سونے کا گھر
دست رنگیں میں بڑھی توقیر پشت آئینہ

١٢٩ اپنے بیگانے ہوئے ہیں اے وزیر اب کیا عجب
روئے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ ١٥

ہر عضو مسافر ہے نہیں کچھ سفری آنکھ
ہے آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہے دلکش سخن اے رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھوں میں صانع نے بھرے کوٹ کے موتی
قسمت پہ ہماری ہے کہ اشکوں سے بھری آنکھ

باتیں جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان ہے اے رشک پری آنکھ

آیا ہے مرے دل کا غبار آنسو کے ساتھ
لو اب تو ہوئی مالک خشکی و تری آنکھ

اب تک وہی رونا ہے وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے پھر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامہ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشہ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجے دوبارہ کہ وہ کھٹکا
ہو جائے نظر ثانی میں اوسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جائے ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سے نکل جائے
نظارے کو ہو پائے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی
کس آنکھ سے لڑتی ہی سدا بے خبری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے زخود رفتہ بنا دو
نرگس کی طرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوے آنکھ کے پردے
او دست جنون سیکھہ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتے
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہو آیت ابرو ہوی نازل
ڈر ہی نکرے دعوی پیغامبری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے ناپ چلے آئین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰
رہتے ہین وہ زیر اشک کی جا لٹکے جگر کے
اندرونہان ہوے کان عقیق جگری آنکھ
۱۳

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے اے رشک پری آنکھ
مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جائے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا
پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے مین سفید اشک نہین ہین
ہم بادہ کشی سیکھہ گئے شیشہ گری آنکھ

جاو جو چمن کو تو کرے فرش رہ نا
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا
اوس آنکھ سے ڈرئیے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش ادھر اوسکو ہی تو گردش ادھر اسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ بھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو یہ جھیں تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ اجی تمنے دھری آنکھ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ

اے ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے
ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ

گدکا کہین وہ سرمے کا دنبالہ اوٹھائے
ہو دست مژہ مین لیے پتلی کی پھری آنکھ

دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

۱۳۱	وله	۲۰

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ
چشم جوہر سے اجی خوب لڑی میری آنکھ

نہ ہٹی پیٹ پر اوسکے جو چڑھی میری آنکھ
بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بناتی ہی پھپھولونکی جھڑی میری آنکھ

تم رہے بام پہ یان لگ گئین آنکھین چھت سے
رات گنتی رہی ہر ایک گھڑی میری آنکھ

اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا
ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ

ور دندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر
اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ

خط رخسار نہین پاسے نگہ کے ہین نشان
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ

یاد آئی جو تری تیغ کا مالا قاتل
روکے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ

رخنہ دیوار مین معمار بناتا کیا تھا
تو نے روزن کی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو
دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

زلف کی طرح سے بخیہ ہوئی جاتی ہی نرم
پڑتی ہی جوشش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی نے کیا مطلع ابرو موزون
تم جو کہتے ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے
کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے
آتے دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آنے کی زمین کشتی دریاے فنا
دیکھ لینا جو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مستی کی دھڑی میری آنکھ

آے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم
کیا عجب پاے نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ

دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
اوگے نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۳۲	یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر کیا لگا دیتی ہی اشکون کی جھڑی میری آنکھ	۱۶

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
جو بندے کے ہی خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پہ یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کے گیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا [illegible]
لے گئے کیا نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی [illegible] رسوائی
رہے گر مجھسا پارسا ہمراہ

مجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی
تھا تصور زبس ترا ہمراہ

کنج تنہائی لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھ تو شغل
کہیں تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوئے بعد اپنے بیوفا عشاق
لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے
اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئے ای قاصد
تجھ سے اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا
غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہی بہت غبار مرا
تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور چاہ دری
کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیتے جی دین ہین دل لیکے
جائے گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۲	جانہ تنہا تو ای شہ خوبان ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ	۱۳۳

سائل کا ہاتھ چومے دست خدا کے ساتھ
آیا ہی بادشہ ترے در پہ گدا کے ساتھ

قاتل تلک پہنچ ہی گیا تیغ قضا کے ساتھ
بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھ

رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھ

جی ڈھونڈھتا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھ
نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھ

ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین
دیکھو کہ قرب بندے کو ہے کیا خدا کے ساتھ

ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین
دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے یہ جنون
کھنچ جاؤن مین بھی اُنہ زنجیر پا کے ساتھ

چہرہ کہ گفتگو ہی سے پٹتا ہے تفرقہ
ہوتے ہین دو تو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہے مر کر ابھی ہو خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہے زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک ختا کے ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین چلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۴
بیجا تلاش دولت دنیا ہے اے وزیر
غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھ
۱۷

مرتبہ پاتا ہے دست سیمبر مین آئینہ
صاف آتا ہے نظر چاند کے گھر مین آئینہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہے تمناے سحر مین آئینہ

دیکے دل اوس سنگدل کو سخت پچھتاتا ہون مین
کیون دیا مینے کف بیدادگر مین آئینہ

جوہرون نے اسکے اے قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہے تیری سپر مین آئینہ

ذوق ایسا خودنمائی کا ہے روے یار کو
بنگیا مصحف حضر مین اور سفر مین آئینہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہے کمر مین آئینہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہے
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئینہ

گھر مین اوسکے جا بجا عاشق ہین حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئینہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
جا کے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئینہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہے نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئینہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا
ناتوان ہین بن گیا اسکی نظر مین آئنہ

پڑگیا گر پرتو آب و ر دندان یار
ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروے سیہ قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفاے روے یار
دے دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

دیکھکے عارض وہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

١٣٥ — خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن اے فرید
آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ — ١٠

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جو ہر آئینہ آئیگا نظر موے کمر
امتحاناً آپ رکھ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرو کیون کے بھی یان ہوتے نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو پھر لیے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکھکر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہر جائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی ایدل سبکے گھر مین آئنہ

تو بہا لے گا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

جابجا ہین سکتی مری حیرت سراے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے
بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے دو دندان یار
ڈوب جاے ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا ان طوطیون کے مشت پر مین آئنہ

ہاتھ مجھ مجنون کا سر کاٹ دینے کیون عارض دئے
کوئی بھی دیتا ہی دست بخیہ گر مین آئنہ

ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶

رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ

۱۵

شوخی تو دیکھو کہتے ہین لپٹ چھپا کے ہاتھ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ
ہین مصحف عذار پہ مجھ پارسا کے ہاتھ

آ پہنچی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھ

لو پہنچاے ہما یان سگ در تک مری
لیجاے چونچ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ رکھکے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھ

محشر مین میرا ہاتھ گریبان ہی آپ کا
دامن سے اب تو جاتے ہو کیسے چھڑا کے ہاتھ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہے ہنر	موسی کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
اولٹین جو آستینین تو اک صف الٹ گئی	تیغ برہنہ ہو گئی اوس نے لیا کے ہاتھ
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر	ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
ہی آرزو سے قتل ابھی دم ندو مجھے	چھوٹا ہی نیمچہ تو لگا دو بڑھا کے ہاتھ
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجھکو کر دیا	کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
تیرے دہن کے مجھسے مضامین نہ ہو سکے	جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آکے ہاتھ

۱۳۷	دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین اے وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۹

خط کو جانبازوں کے درکار ہی کب پر نامہ	میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ	بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر	دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ
گم ہوا ضعف سے پیرہن کہین ڈھونڈے نملا	قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
ہی مزا اگر لیکے خط سوے ساقی لیجائے	لطف ہی پڑھ کے سنا دے لب ساغر نامہ
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے نہین گیر ہوا	بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	**ردیف یا**	۱۰

وہ پری زاد مینا سے خفا ہوتا ہی	آب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی	آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی | کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی

ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی | ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی

آئنے کی دہین کھل جاتی ہی ساری قلعی | تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی

قفس تن مین گھبرا اتنی ہی طائر روح | جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی | بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے | ہاتھ مہندی ہی کے حیلے مین بندھا ہوتا ہی

راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم | کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی

کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون | مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتے ہی نہ تھے آتے تو کرنے لگے قتل | وصل مین بندیان سے بند جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو رکھتا ہون ہاتھ | طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہی

توڑ کر آئنۂ دل کو بناتے ہو عبث | اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی

دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو بس رک رک کر | ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی

کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا | مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی

شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب | خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

١٢٩	سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین وزیر سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی	١١

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی | ای شۂ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز محشر کا ہی اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملاتے ہمین کیا ہوتا ہی

پوچھ لے تو دہن زخم سے میرے اکدن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی پسینے تجھے
اٹھین یا تونے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بے حکم
بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہی

جان کر سید اتن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سب کی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتھ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴۰ — وله — ۱۹

ای خیال گیسوی جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم تو پیاسے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون ہی جس چشم اسکی آنکھ کا بھلا وحشی نہین
بستر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون بیٹھ گلشن بیان
عندلیب پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردہ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھ مین شمشیر تیز
ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہر اک پری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آیئے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے

رات بڑھ جاتی جو یاد زلف مین نالان ہی میر
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان مارین نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہوگیر سے

ابر سے پانی جو مانگے ہی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ حسین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

ای ستمگر تری ابرو کے ہزارون کشتے ہین
اسکمان کو دیکھیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فریہ شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے ای نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہووے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھوں مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیر و کمان گر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف گر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن ورنہ جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوس تیر سے

جذبۂ وحشت نے کی ہی شکل شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان تیر جو وہ شعلہ خو
شمع روشن ہو گی خانے مین کمان و تیر سے

مشتعل ہوتا جو تیرا خیال ابرو دیکھتا
مانگتا پرواز کو زاغ کمان پر تیر سے

گر نہ بد خلقی سے کچھ ہو یار رکھے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر یار لیجائے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی بسنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے نہ پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کر ای مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اپنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۴۲	گیسوے پیچ پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا وہ تجھی ہی تقریر سے	۱۲

حنائے سرخ جو تیری کف اے سرو رعنا ہے		عیاں ہے پشت پا سے رنگ لطف کف پا ہے
نگہ بیتاب ہو کر یوں ہی خال سیہ دوڑے		کہ مرغ گرسنہ جس طرح سے دانے پہ گرتا ہے
بھرے ہیں اشک چشم تر میں پر روتا نہیں ہوں میں		بچشم غور دیکھو بند اک کوزے میں دریا ہے
ادا سے پنجۂ پر نور رکھتے ہو نہیں رکھا		یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہے
زمین شعر میں بڑھ بڑھ کے میرے اپنے گئے ہیں		قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہے
خجالت سے رہی ہے سرکشی عہد جوانی کی		قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤں پڑتا ہے
نکیوں ہو سنبلستان پشت دود آہ سوزاں سے		تری زلف پریشاں کا دل وحشی کو سودا ہے
نگہ دزدیدہ سوئے غیر یوں کرتی ہیں آنکھیں		نہاں جس طرح بد پرہیزیاں بیمار کرتا ہے
صفائی پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیاں مجھ سے	قطعہ	ہر اک ذہنت اوس سے یوں بیساختہ دکھلائی دیتا ہے
عیاں ہیں صاف مروارید درج لعل سے گویا		نمایاں چشمۂ حیواں میں یا عقد ثریا ہے
عرق آلود رخ ہے چاندنی میں یوں نکلتے سے		کہ گویا گوہر اک دریائے نورانی میں ڈوبا ہے

۱۴۳	ہلال چرخ ہے میرا رکاب توسن وحشت و زیر اب عالم وحشت میں بھی میرا یہ رتبا ہے	۱۱

کیا ہی گناہ جام میں گریاں شراب ہے	زاہد فلک کے شیشے میں بھی آفتاب ہے
انکھوں کو کب ہے تاب اسے دیکھیں بے نقاب	گویا کہ ہے حجاب جو وہ بے حجاب ہے
ریگ رواں کی طرح نہیں اک دم قرار	ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہے
نقطے مثال قطرۂ باراں ہیں سطر برق	مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہے

ای طفل نے سوار رکھا اور ایکدم — یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہے

ہستی جو رات ہے تو ستارے ہین اوسکے [illegible] — سایہ جو چاندنی ہے تو رخ ماہتاب ہے

دنیا کو کچھہ ثبات نہین مثل نقش آب — چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہے

جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو — یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہے

کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب — ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہے

بے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا — گل ہے اگر بدن تو پسینا گلاب ہے

۱۴۴ | جس شی کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان
بیداری اہل ہوش ہے یہان عین خواب ہے | ۲۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نے ہاتھہ کے تل سے — مسخر کر لیا ہے عاملونکو ایک فلفل سے

لبون پر دم ہے اور عشق مرہ جاتا نہین دل سے — چھپاتے آب خنجر منہ مین کہدے میرے قاتل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے — ہوا ہے صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے

لب شیرین کو کہتا ہے نہین کم نقل محفل سے — شکر ریجی نہین یا تو نہ رہتی ہے مرے دل سے

پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے — بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے

مری محفل مین بھر کشتی وہ آفتاب آیا — فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

عیان ہے آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے — چراغ قبر مجنون کیا بنا ہے گرد محمل سے

رہین گر دور محبوب انس کچھہ اونسے نہین ہوتا — نہین ہے پرتو خورشید کو الفت چراغ ماہ کامل سے

بغل مین یار ہے دیوانے کیا پھرتا ہے صحرا مین — صدا یہ آرہی ہے اپنی زنجیر در دل سے

بچھی ہی چادر مہتاب اوس کے چھپر کھٹ مین
بجا ہی مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہی مد نظر خاطر
چمن مین دیکھتے ہین رو گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہی یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی اہم پہ بھی جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون کہین ہی نقش عامل سے

قسم قرآن کی اس بات پر اہی طفل کھاتا ہون
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہی کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر
ہی مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہی سبکی دوستی کا حال کھلتا ہی
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہی اہم پہ بھی تعویذ الفت کو
مکان تیرا نہین کم خانہ نقش حمائل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر جھنجھلاتے ہین
گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی گردون پر
خدا جانے ہی الفت مجھکو کس مہرہ شمائل سے

یقین ہی ہی مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو
کوئی لیلی بنا گے اگر دل دیوانہ کے گل سے

جنون تجھ پر پڑین پتھر مجھے بھی یہ بیداغی ہی
دھرا ہی پھول چھاتی پر وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دل کی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین
نکلتا ہی عوض اشکونکے روغن آنکھ کے تل سے

۱۳۵

تصور جلوہ فرما ہی وہ زیر اوس رخ خندان کا
صدائے خندۂ گل آرہی ہی گلشن دل سے

۵

مرنے پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہی
خاک ہو آرام جب چرخ سفلہ زیر خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہی
چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہی
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہی
ہین فلک ساکن مین ہین گردش افلاک کی

خاکساری زیر کر دیتی ہی ہر مغرور کو
دیکھلو اہی سرکشو گردونکو زیر خاک ہی

چہرہ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہی

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار
چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

٢۵	وله	١۴٦

سوائے قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہی
ترے ابرو ہی کے تکیے پہ جسکو نیند آئی ہی

ہوسے پوشیدہ ہم نظرون سے ایسی ناتوانی ہی
شکست رنگ کی آواز یا ناگہ لن ترانی ہی

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہی
مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی ہونا خونفشانی ہی

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی
پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونے کا پانی ہی

کتابی رخ ترا ای جان جان قرآن ثانی ہی
تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچھ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق
کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر
لب مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی

ہین اب مچھلی کا چھلا یار کی انگلی مین ہیناو
بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہی

عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری
زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی

مسی ہی رات اگر تو ہین ستارے دانت تیرے
جو مکھڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ مے ہین
گلے ہین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہے

نہین آتا ہے پیمانے مین مے مینا سے ساقی
مچا ہے شور قلقل اب یہ کیا ہیجانی ہے

وہ نالان ہون اور جب تنگ آ آئے نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہے

رہے ہم ہجر بیٹھے کنارے گور کے پہنچے
دلا عمر روان ہین صاف کشتی کی روانی ہے

نفس فرسودہ آتا ہے مسیحا میری بالین پر
نہین تاب نفس بھی مجھکو ایسی ناتوانی ہے

لکھا ہے اوسکے گھر جانے کا پہنچے اشتیاق ایسا
صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہے

بلمع یار کیون ہے اس شتے مچھلی کے چھلے پر
مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہے

توانائی کبھی یہ دیکھ اپنے نہین سکتی
ہمارے ضعف کو افزودن حلم پاسبانی ہے

کہین گل سے زیادہ سرخ ہے رنگ اس مہ وش کا
اگر سائے کو بھی چھو لو رنگت ارغوانی ہے

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین سگے نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہے

مری حالت پہ چھوٹون بھی وہ بت روئے تو سچ جانون
جو بارش مینہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہے

جدائی درمیان ہین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہے

حقیقت جو ہے میری نقش پا سے سب ظاہر ہے
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہے

جو منہ سے منہ ملاتے ہو یہ دیکھے کی الفت ہے
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت زبانی ہے

۱۴۷	ہین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجھکو وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہے	۲۴

آنکھین لڑائین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی پھر یکے رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے / جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے
زاہد جہاد کرتا ہون مین ورنگ سے / آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے
ہر صید کو ہے عشق مرے خانہ جنگ سے / اوڑتا نہین ہے دیکھہ لو طوطا تفنگ سے
سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا / آنکھین گڑو رہا ہون تمہارے خدنگ سے
اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون / جبتک نہ مین کلیان کرون آب گنگ سے
بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے / پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے
گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون / چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہے سنگ سے
وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئے / نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے
کاٹے گی خوب غیر کو اے یار دیکھنا / تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے
دیکھے جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑے / آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے
ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی / شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے
دل چین لف یار سے نکلا نہ عمر بھر / کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے
باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہے / نازک دلونکو صلح زیادہ ہے جنگ سے
وحدت بچائے غم سے اگر دین پی کی کو چھٹے / سرگشتگی کو کام نہین پاے لنگ سے
چھوڑے جو اپنے ہاتھہ سے شوخ ستم نواز / آواز قلقل آئے صدائے تفنگ سے
موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن / کچھ کم نہین ہے گیسوے پرخم نہنگ سے
مطرب بجائے آب ہون گر مجھہ جبین کے اشک / آواز گریہ آئے تری جلترنگ سے

جا نکلوں کوی یار میں سو بار گر ہوں دفن
کنج مزار کم نہیں مجکو سرنگ سے

مانند شمع لو پہنچے عدم کو کٹ کٹ کے
استاد کی ہماری فرون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دے شعلہ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آ پہنچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے چہرے کے رنگ سے

وہ صید ہوں اگر میں دکھاؤں نگا اپنے زخم
چلا اٹھیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

١٤٨

ادس سرو خوشخرام کا قمری ہوں ای فریب
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے

٤٩

ہرگز نہ بہر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگوں گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے پالٹے پتنگ سے
پروانوں کو شب وصل نے لڑایا پتنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے کھا دوں میں یار کو
سر لگاؤں میل کے بدلے خدنگ سے

تیر نگہی میں ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگا دے آنکھ میں میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمہارے عرق نہیں
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہوں دل بھی پہلو میں چور ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہ جس میں کہ تیری یاد
یارب تھی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا | رویا لپٹ لپٹ کے ہم بت کے سنگ سے
آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب | ازخود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے
پتھر پڑین جنون کہ نہ پینے شراب پی | شیشے نہ جب تلک بچے لڑکون کے سنگ سے
ان آہنہ رخون کا نظارہ کیا کرے | دیوانہ ہی بناتے جو آئینہ سنگ سے
موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو تنفسے انس | کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے
دیوانے ہونگے دیکھکے بادام چشم یار | ازخود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے
کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبا سے یار | غنچے کی طرح شوق ہی ملبوس تنگ سے
جس بزم مین ہو شیشہ فلک ساغر آفتاب | پونہچا وہان مین نشۂ مے کی ترنگ سے
فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا | ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے
ہون وہ پتنگ شکوہ نہ آون جو مین تو شمع | تا صبح جستجو مین پھرے پاے لنگ سے
اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کے نام کا | فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے
اے موت جلد آ کہ یہ قصہ کہین چکے | نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے
کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان | وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے
اے شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید | آ پہنچی صبح مرگ تری اس ہی رنگ سے
گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ رے نازکی | جلنے لگین ہتھیلیان مہندی کے رنگ سے
نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار | صیقل اس آئنے مین نظر آئی زنگ سے
کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار | صیاد اوڑ کے آئیگا طوطا تفنگ سے

تیر اودھر لب معشوق ہو گیا		منہ کو اودھر لگایا جو تو نے تفنگ سے
۱۴۹	ہر آن ضعف سے ہی دگرگون وزیر رنگ تصویر بھی کھینچے گل رعنا کے رنگ سے	۲۰

مری تربت پہ شور بلبلان ہی
چراغ قبر شاید گلفشان ہی

سگ جانان کی خاطر استخوان ہی
ہما تو بے بلا یا میہمان ہی

بدن وہ روح کا جسم گمان ہی
گلے سے پان کی سرخی عیان ہی

بدن مین اوس سہی قد کے ہی کیا تل
الف مین دیکھو نقطہ کہان ہی

اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق
ہمارا اوس چمن مین آشیان ہی

جہان ای ماہ تو ہی جلوہ فرما
زمین کا ہیکو ہی وہ آسمان ہی

بہا دریا سے خون چشمون سے ایسا
جنازہ خود بخود میرا روان ہی

چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر
بہار گل ہی اور اپنی خزان ہی

سبکروحی سے بوے گل بنا ہون
وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہی

زبس رہتا ہی تیرا نام لب پر
دہن پر میرے خاتم کا گمان ہی

عجب انداز سے بیٹھا ہی وہ ماہ
کہ کرسی پر مجھے گمان آسمان ہی

کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین
نہین خط گرد اوسکے کاروان ہی

کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست
کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہی

کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے
برنگ برگ گل میری زبان ہی

ہمسایہ چاندنی اور چاند کھڑا
دوپٹا آسمانی آسمان ہی

ہین ایسے نقش پاسے یار مین گل
جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
تری تلوار شاخ زعفران ہی

ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر
ہما آخر ترے بھی استخوان ہی

رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش
وہ بلبل ہین بیرو بال آشیان ہی

١٥٠ وزیر اسنے نکی کچھہ دستگیری
ہمارا ہاتھہ ہی اور آسمان ہی ١٧

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کیواسطے
تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے

شاخ سے گل نکلے تیری نقش پا کیواسطے
باغ مین کنگھی کی زلف دوتا کیواسطے

کی سگ جانانکی خاطر استخوانکی احتیاط
قیمچیان گڑو آہین تربت پہ ہما کیواسطے

بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار
ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے

ہم فقیرونکے کھاے سگ بھی ہرگز استخوان
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے

اوڑنے دین کسطرح اے ظالم الگیرین ہاتھہ کی
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے

چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے
رتکو روتے ہین جو ہم اک مہ لقا کیواسطے

ہون وہ بیکس گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
ہر سبو نے ہاتھہ پھیلائے دعا کیواسطے

پیرہن بھی گر نہ لگے اپنا تو مٹی مین رنگے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے

کر دیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا عجب
استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ تھا طفلی ہر زنجیر پا کیواسطے

ہون مجہ پیاسا اشک بھر آتی ہے آنکھوں مین ہو
ہاتھہ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیواسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھہ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیواسطے

ہو گوارا رنج اونہین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتھہ بندھواتین حسین رنگ حنا کیواسطے

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیواسطے

ہو گئے زخمی اپنے قاتل سے یہین زخمی ہوا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیواسطے

۱۵۱	بخش دے اپنے کرم سے اے خدا جرم وزیر مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے	۲۵

کعبہ ابرو دکھا او بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھہ اوٹھائے ہون دعا کیواسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیواسطے
ہاتھہ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیواسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہے اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوئے عنقا ہما کیواسطے

ماہ تابان تجھہ ہے اور تیری قبا مہتاب ہے
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیواسطے

ہون وہ دیوانہ مرا اچھلا جو لے تو ہاتھہ مین
اے پری وہ طوق ہو بند حنا کیواسطے

سیکڑون گل بس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیواسطے

کیا برا ابر سے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیواسطے

لاکھہ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہے صبا کیواسطے

تیری اے شوق مین اسد رجب لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیواسطے

دستگیر کا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھ سکتا نہین ہے عصا کیواسطے

جبکہ قانع ہو وہ بچ جاتے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلاتے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پہ استخوان عوض چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

اہے سر پہ پکڑ بلادون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ ہے قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگون
برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چاند مہتاب سے
روتے ہین ہے آنکھو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہے یہان اہل سعادت کی بھی قدر
بعد مردن ہے مگس انی ہما کے واسطے

اونکی آرائش یہان ہے جو کسی قابل نہین
ہے حنا اس باغ مین ہے دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکاتے ہو مہ لو دیکھ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش لوگ تو ہین گر روندے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطے

۱۵۲	اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی فقیر رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے	۱۶

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنائے یار کی
بنگئی نئی ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھہ تعریف تیغ ابرو خمدار کی
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تمہی تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین کے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اس مغربی تلوار کی

روزن آتے ہین نظر اشکونمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب ہین
بے تمہارے روتین آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے سر سے گذرا ہی مرے سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو پتلی روی وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے
آئیگی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵	بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی	۱۵۳

کچھ حقیقت سینے میرے دل سے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جو پڑتی ہے کسی میخوار کی
ہے صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہو گئی صیقل بھی ظالم بارہا کبھی کبھی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین دیوار کی

اوسکے رخ کو میرے داغ دل کو چاند مین آفتاب
لکھین تعریف ایک شاعر نور کی ور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
ہمین زنار پہنا دے کفن کے تار کی

چشم مین پتلی کے بدلے ہے کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے ہین یا بتی کو زنار کی

آنکو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوی ہے سایۂ دیوار کی

ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی بھولا یاد گل
جب اوڑی چہرے سے رنگت راہ لی گلزار کی

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کیسی ہین ہین نقشین بنی ہین معمار کی

ساز سے بے یار آکے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہے مطرب آنسوون کے تار کی

ہے وہ میر کفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہے ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان
اور وہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نے بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

١٥۴	ولہ	٢٢

یاد گیسو مین جب آتا ہے کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہے سیہ پوش مجھے

سر پٹکتا ہوں پلا دے دم جوش مجھے
ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر میں بے ساماں ہوں
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنوں کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبۂ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا مکھڑا ہے ترا سرخ و سفید
گل تیرے آگے نظر آئے سیہ پوش مجھے

کاسۂ ماہ کو دے پٹکوں خم گردوں پہ
ساقیا آئے جو مستی میں کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہو گے تو سنو گے تم بھی
ایسا نظروں سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنوں کوئی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبۂ منصور پئے گوش مجھے

ہجر میں مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہے
غم فردائے قیامت ہے فراموش مجھے

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردوں
آئے گر عالم وحشت میں ذرا جوش مجھے

گلفشاں ہے جو چراغ سحری خوش ہے نگا
یار دکھلائے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہیں کچھ یاد دلا دیتا ہے
بھول جاتے ہیں جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم میں بیہوش مجھے

وقت گیسوئے ساقی میں جو غم کھاتا ہوں
کہتے ہیں سارے مسیت بلا نوش مجھے

ڈر گیا میں کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پہ ہے عکس
آج قاتل نظر آتا ہے زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا ابھی لبریز شراب
صورت مہر اگر آ جائے ذرا جوش مجھے

نالے سنکر مرے تنگ آ کے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے کر اگوش مجھے

اوٹھ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلاے کمان من چوب
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا ہی بت مے نوش مجھے

۱۹	ولہ	۱۵۵

ایسا اک جام دے اے ساقی مے نوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہوگی صریر خامہ
لکھنی ہی اب صفت صبح بنا گوش مجھے

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہی رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین نیت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجھے

بار سر او ترا کبھی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر لینا کوئی سبکدوش مجھے

مرہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھے

بھر گئے اشک آنکھون مین ساغر گئے آئے ہین شراب
یاد کرتے ہین بس مرگ جو مے نوش مجھے

ہی یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکے گا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
ہی ہر اک شام کی آہ یا سحر آخرکار
کہتی ہی شمع زبان سے یہی ہی رشک چمن
ہون وہ بےسر کہ مرے ہاتھ پہ سیدالاشمری
کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی

شرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے
زلف سرکا کے کیا صبح بناگوش مجھے
گل ہون مین تو جو کہے بزم مین خاموش مجھے
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے
دیکھو آہ سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

۱۵۶	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	۳۰

برق باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
نشاے سے ہر ہر قدم پہ لغزش مستانہ ہی
کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
صاف کہہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
صورت قلقل نواے بلبل اب مستانہ ہی
گر سگ کوی بتان کہاتا نہین دیوانہ ہی
یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی

کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال بیتابانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی
نقش پاے ساقی مہوش خط پیمانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے — شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہے

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھیں گر میان — شمع مینا بنگیا ہے جام مے پروانہ ہے

دیکھ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی — جام جم کہتے ہین جسکو کیا ہی پیمانہ ہے

تاکتا ہے کسکی چشم مست زاہد وقت ورد — مثل دور جام مے گردش مین ہر اک دانہ ہے

توڑتا ہے شیشۂ خالی ریاض بزم مین — باغبان ساقی ہے مینا سبزۂ بیگانہ ہے

ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہے روز وغا — دستگیری رنج مین کرتا ہے جو مردانہ ہے

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہے — جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہے

اے صدف تیری طرح محتاج نیسان لے نہین — صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہے

اے صنم یکتائی اسلام کی ہے یہ دلیل — دیکھلے ہے ایک کعبہ لاکھ جا بتخانہ ہے

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم — پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہے وہ بتخانہ ہے

ہر سو کن گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین — ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون ویرانہ ہے

یاد کرتے ہین کبھی کا مصحف و طفل اشک — دیدہ گریان مرا ہمچشم مکتب خانہ ہے

گر کے شب تابک کے مانند اڑتے ہین چراغ — تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہے

خوشۂ پروین پہ اے دہقان چرخ نا پھول — برق خرمن ہے ہمارے کشت کا جو دانہ ہے

ہین جو انکھوں سے لگاتا ہون وہ لچھے ٹوٹتا ہے — پنجۂ مژگان سے گیسو کو مثل شانہ ہے

جو حسین ہے اوسکا جانی بھی عنا ہے ضرور — شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہے

شیشہ و ساغر لگا دین مجکو پتھر کی عوض — کہہ و لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھ مستانہ ہے

دل دھڑکتا ہے نہ قاصد پہ کہیں بجلی گرے
ہے مرے نامے میں رقم کچھ حال بیتابانہ ہے

داغ سوز الفت سے ہے مثل شمع روشن دل مرا
کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہے

لے اڑی ہے حسرت دیدار روئے یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہے

١٥٧	ہیں عصا بردار آہیں اور ہجوم اشک فوج اے وزیر اس مفلسی میں شوکت شاہانہ ہے	٢٠

ایسی مرے یوسف کے ہے رخسار میں گرمی
جلتے ہیں خریدار ہے بازار میں گرمی

تم آئے نہیں ہے داغ دل زار میں گرمی
ہے میرے خلیل اب نہ رہی نار میں گرمی

کانٹا جو چبھے پاؤں میں ہو آبلہ پیدا
ایسی ہے مرے وادی پرخار میں گرمی

موسی کی طرح مردم چشم آئے ہیں غش میں
بے طرح ہے برق نگہ یار میں گرمی

سردی نفس سرد میں ہے آنکھوں میں برسات
رہتی ہے سدا داغ دل زار میں گرمی

قد صاف ہے سانچے میں ڈھلا شمع کی صورت
ہے شعلہ صفت آتش رخسار میں گرمی

مچھلی مرے بازو کی ہے شکل سمندر
ایسی تپ غم سے ہے تن زار میں گرمی

غیروں پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی
اللہ ہی کیا ہے ترے گفتار میں گرمی

حمام کدہ خانہ دل سوختگاں میں
آہوں سے ہے سقف و در و دیوار میں گرمی

قسمت میں ہے جلنا نہ وہاں بھی ملے آرام
پیدا ہو ترے سایہ دیوار میں گرمی

تنہا لپٹے چپٹے ہی چمن تھا یہ مرا گرم
پیدا ہوئے ظالم لب سوفار میں گرمی

پھل برق ہے اور قبضے میں بجلی کی کرن ہے
قاتل ہے سراپا تری تلوار میں گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سے	ہی نبض کیصورت مری زنار مین گرمی
ڈرتا ہون کہ جو ہر کے چمن مین لگے آگ	بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی
زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو	خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی
خلخال پہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا	ان شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی
دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی	بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی
ای چرخ تجھے صورت تنخانہ بنایا	ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی
دون شمع سے تشبیہ تو آکر مین پگھلجاے	کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸ ناسور مین ہی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی ۱۴

آہ سے نہ ہی اب کو جو دلدار مین گرمی	جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی
بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر	ابتک ہی تمھارے در و دیوار مین گرمی
تننے ہی پھیر لے مژگان کیطرح ابر جو دیکھے	ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی
جلتی ہین آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین	پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی
ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ ہے شمع	نالون سے ہی مرے زور ہی کہسار مین گرمی
بلبل وہ ہون نالے سے جلا دونگا چمن کو	ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی
ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر	اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی
ان جسکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین	جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے پیکر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکہ نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

اے جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق بیان ہی مرے اشعار مین گرمی

۱۵۹	وله	۱۵

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال ہی زلف کے دیوانے کا پیچ پیچ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتونکو جا
او بے تمیز کچھ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین واعظ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام ہی پتنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

۱۶۰	جھک جائے کیون نہ شاخ ثمردار اہی وزیر افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی	۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بنا ہے صاف
ہاتھ اوسکے چومیے کہ عجب تیغہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہم کو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جا کر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہی

١٦١	ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پر ہے اے وزیر یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے	١٩

ترے سر کے دنبالے پہ جسنے آنکھ ڈالی ہے
تو پھر شاخ غزالانِ بھی شاخ اوسنے نکالی ہے

فراق یار مین جو گل ہے رنگ و بو سے خالی ہے
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہے

چمن مین آج نرگس پر جو تونے آنکھ ڈالی ہے
کوئی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور انکالی ہے

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہے صرف پایمالی ہے
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے

ترے جانے سے مطرب نعرہ زن تصویر قالی ہے
مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہے

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
کہ تیغ آفتاب اے ماہ ابرو زون ہلالی ہے

ترے زخمی کو اے مہرو نکیونکر چاندنی مارے
سپر مین بھی ہے چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہے

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی ٹھوکر گلچین نے
نہین ٹوٹی رہی یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہے

بچھائین بلبلون نے آنکھین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہے

نہین ہو بے جہ رونا زار زار ابر بہاری ہے
تمہارے کانکی بجلی یہ ہمپر گرنے والی ہے

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارون کی تصویرین
مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہے

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور اے آسمان ہم سے
فقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہے

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہے

کسی میکش نے دیکھا چشم کم سے اوسکو پیمانی
پیالہ بادۂ گلگون کا نظرون مین پیالی ہے

لگا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا
یہ ہمنے چشمۂ خورشید سے مچھلی نکالی ہے

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سُنا او محتسب تو عقل اور دانش سے خالی ہے

سبو سے گر اگر ٹوٹے پیالہ سر کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہیں شیشے خالی ایکدن ساقی نہ نکلا
مہینا اس سن حج ہے مری نظر و نہیں خالی ہے

۱۶۲ غزل ہمیشہ کہتا ہون وزیر فضل ایزد سے
نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے ۱۸

لڑائی وصل مین اون جنگجو سے ہونیوالی ہے
کٹاری گلبدن کے پاجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش جب نقش نہالی ہے
گل افسون میں مہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانونکو تیر ار دے روشن رو سیہ سے ہے
تری زلف سیہ کے آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

اک معشوق یان ہی تشنہ خون اپنے عاشق کا
نہیں شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر مین گلابی دست ساقی میں
صنم پہلو مین ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہیں ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل مین سر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھپہ گر تلوار تو ای غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا
چمن مین سرخ ہین گل کہیان شبنم میں لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون مین نازک جانسے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل عشرت میں
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سایے سے بہتر ہے کملی ہم فقیرونکی
ہماری پشم سے رذل اگر منعم کا شالی ہے

ادا سے گالیاں دینے پہ اپنا دم نکلتا ہے
ہمیں میٹھی چھری ہے یہ شکر لب تیری گالی ہے

بنا تل آنکھ کا ہے جان تل تیرے کف پا کا
قدم رکھنے سے بینا دیدۂ تصویر قالی ہے

کلی ہے چپ ہے قاتل کی چٹکنا ہے صدا اوسکی
ہے ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پھولوں کی ڈالی ہے

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہے

ملا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساغر
میں رند لاابالی ہوں تو مست لاابالی ہے

١٦٣	حسینوں پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے مرینگے دیکھ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہے	١٤

نگہ کے چل رہے ہیں تیر اور مژگاں کی صف آرا ہے
جسے سب تیر باراں کہتے ہیں وہ اسکا اشارا ہے

نمایاں چین گیسو سے جو تیرا گوشوارا ہے
منجم کہتے ہیں ہے برج عقرب میں ستارا ہے

برنگ گل مرے زخم بدن جتنے ہیں خنداں ہیں
مرے قاتل نے ہنس ہنسکر جو تلوار وفا مارا ہے

حجاب آتا ہے جراحوں کو زخم دل دکھانے سے
نگاہ شرمگیں سے تیر کس نے دل پہ مارا ہے

ہمارا حال خفیہ لکھ کے پہنچا تا ہے جاناں کو
رقیب و سیاہ بدانوں قاصد ہمارا ہے

ہنسے جب برق چمکی جب بلی مستی گھٹا چھائی
غرض ہر ایک عالم میں عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کے پہنچیں
لبی کہتے ہیں جسکو بحر الفت کا کنارا ہے

تمنا ہے عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
دہان تنگ میں اسکے سخن کا کب گذارا ہے

بلا سے دیجیے تشبیہ کیوں زلف چلیپا کو
تمہارے سر پہ ہے رشک سہی سایہ تمہارا ہے

تعجب کچھ نہیں ہے تو جو آنکھیں پھیر لے ہم سے
ہمارے بخت کا ہے ماہ گردش میں ستارا ہے

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد — زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی

ترے ہر عضو پر اک ماہ رو ہی نور کا عالم — قبا مہتاب اگر ہو اور دامن چھینٹ چاندتارا ہی

دل پر خون ہر شیشہ داغ حسرت ساغر ہی — نہیں ہی تو جو ساقی اب ترنم مجلس آرا ہی

١٦٤ رولایا ہی **وزیر** اسدرجہ شوق ہمکناری نے
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی ٩

جو مجھ چشم کشتہ کی جانب تیغ مژگان صف آرا ہی — کریگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو جنت نرالا کچھ افسون سے — پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی

سر انکے نسے کرین سجدہ جدھر ابروے ہلالی ہو — جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی

ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی — مثال سایہ ہی وان سرو جھکتا تو خودآرا ہی

بیابان گرد ایسے ہین بچھڑا ساتھ گردش نے — پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی اور پری کا جلوہ گر دل الکھ افسون سے — سلیمانی قسم دیکے شیشے مین اوتارا ہی

کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے — مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی

ہی عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا — دہن کو باندھیے عنقا بنایا یہ استعارا ہی

١٦٥ ہزار افسوس اثر وزرون **وزیر** آہ تابانکو
برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی ١٠

کون جیتا ہی ای صنم مر کے — آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے

شکر ہی ان بتون سے کوچے مین — پونہچے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم	لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی	دے مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا	منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا سجھائی ہمارے دل کی لگی	صدقے اوس آبدار خنجر کے
اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر	کہین گردن سے بوجھہ تو سر کے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے	زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر	اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار	صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح	رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا	کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
اے صنم ایک تو ہے غیرت گل	بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابرو وے یار پیوستہ	خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشہ یار کھینچ یون مانی	چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

۱۶۶	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	۲۰

ایک عالم نے جبہہ سائی کی	اے بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین	مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا — پیچ مین رخ پڑا صفائی کی
مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد — آرزو ہو کسی رہائی کی
ای جنون دشت کو چلین گے ہم — ہی قسم اس برہنہ پائی کی
سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا — آئی جب گفتگو جدائی کی
پھر گیا یار گھر کے پاس آکر — بخت برگشتہ نے برائی کی
سیکڑون جامے تجھ پہ پھبتے ہین — دھوم ہی تیری ہی میرزائی کی
تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو — تھی نہ امید کج ادائی کی
کوی قاتل کی راہ بھولا تھا — ای اجل تو نے رہنمائی کی
دل کہین اور ہمنے اٹکایا — بیوفا کون سے بیوفائی کی
نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی — دختر رز نے پارسائی کی
شہر مین جاے گی مری پاپوش — قدر دان کیا برہنہ پائی کی
صاف ہی آئینہ تن پر نور — ہی دلیل اسپہ خود نمائی کی
کاسہ ماہ کیون نہو پر نور — برسون اوس کوچے کی گدائی کی
کعبہ دل مین بھی مقام کیا — ای بتو تمنے کیا رسائی کی
خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی — صورت اب کون سی صفائی کی
بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ — اب توقع نہین رہائی کی
کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون — خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

١٦٧	شاہ کہلاتے ہر طرح سے وزیر بادشاہی ہے کی گدائی کی	١٣

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف کاکل ہے / تو سینے میں نفس ہر ایک پیچ بوے سنبل ہے

فسان ہر سخت جانی میری تیغ ناقاتل کو / کریان جو بنا ہے رنج تیغ ادا اون تغافل ہے

مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا / وگرنہ اے ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

تری شیشے سے گر رنگی صفت کی جو ساقی / مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہے بھرا ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا / کہ ہے چھاتی کا پتھر جس میں شیشہ جو بے مل ہے

مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر / چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے / پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھے ہیں وصف یا تنک نرگس مخمور ساقی کے / ہر خامہ کیوں بنا ہے یہ خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیونکر ہم نہ منہ کھلائے وہ مہر / ہوا جب ماہ کامل ہو ن پہون اسکو تنزل ہے

بہائی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو / نہ دیگا ناتوانوں کو رنج جو صاحب تحمل ہے

کہاں وہ سیر گل کا سامان گلشن میں بھی ملتا ہے / جو عاشق ہے مرا نالوانی سے وہ ہمیشہ بلبل ہے

قطعہ

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر کہا کہنے / یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

١٦٨	خیال زلف جانان میں جو رو دون لہو اوگے سنبل وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے	١٤

جب سے آغوش سے جدا تو ہے / میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف سے ہم او بھتے اہی رخ یار
کیا کرین درمیان مین تو ہی

سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی

کھینچی ہی جب ماہ نو نے تشبیہ
آسمان پر دماغ ابرو ہی

رنگ گل سے کم ہی کچھ نازک
فرق دونو مین اک سر مو ہی

پھیر لیتا ہی دم مین وہ آنکھین
چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی

دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ
اپنے شیشے مین یار کی بو ہی

صفحۂ چرخ پر ہلال نہین
مصرع انتخاب ابرو ہی

چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر
اے ہمارے خدا کہان تو ہی

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی

قطعہ

فکر رہتی ہی بیت ابرو کی
اندنون سر کو ربط زانو ہی

چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
جی کا جنجال دام گیسو ہی

ہم نہین پھیری گرد زیر سے آنکھ
تو ہی خوش چشم کیا پریرو ہی

۱۶۹

رہے آباد دامن صحرا
وان لڑاتے کو آنکھین آہو ہی

۱۱

ہماری اس وفا پر بھی دغا کی
قسم کھائی تھی او کافر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون اے سگ یار
اگر کھائے تو سعادت ہی ہما کی

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا
مزے اوسکے شکر بھی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا
قسم ہے مجھکو اپنے بیوفا کی

ہوی گر صلح بھی تو بھی ہے جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی

فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان
یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی

تصور بندھ گیا جب اوس مژہ کا
تو پھر ہون دل پہ برچھی سی لگا کی

خدا یون جسکو چاہے دے سعادت
وگرنہ سگ مین خصلت ہے ہما کی

نہین اوٹھتا ہی سر سجدے سے میرا
نگہ ہے سجدہ گاہ اوس خاک پا کی

کہون جب مین کہ بے تیرے ہون تنہا
تو کہتا ہے وہ بت مرضی خدا کی

نہ آیا منتون سے یار جبدم
تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

۱۷۰	ولہ	۱۵

ظاہر ہے شوق دید مرے جسم زار سے
تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے

ہون تنگ شمع کام نہین برگ و بار سے
نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے

از بس ہے ہمکو عشق رخ و زلف یار سے
راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے

افزون برش مژہ مین ہے خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی ہین کم ذوالفقار سے

آئے گا کون کل جو خوشی ہے گی اے صبا
جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے

مرجاتین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم
ہرگز دھوان نہ نکلے چراغ مزار سے

سیکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام مے
رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے

ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب
شب ہو گئی تھی تذکرہ زلف یار سے

گرم خرام یار ہو اور اوسمین پیچ و تاب — اوسکے کہین نہ موے کمر زلف یار سے
نکھرا ہوا ہی ہی زلف سیہ ساتھ پری — خط رخ کے گرد کم نہین ہر گز حصار سے
اوس گل بغیر سنگ سپر شگوفہ کون تلک — آتی ہے یہ چمن مین صدا آبشار سے
مونے پہ بھی نہ دیکھنے دوبن سوے یار ہم — ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے
ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو — ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے
کافی خرام ناز ہے تلوار تو نہ کھینچ — دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سے

۱۵۱	شاداب رہتے ہین یہ گل زخم اے وزیر تیغ او کی کم نہین رگ ابر بہار سے	۱۴

نرالی بہار حسن ہوی خط یار سے — اس باغ مین خزان نظر آئے بہار سے
کرتے ہین بحث دل مژہ اشکبار سے — یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے
زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بھی کھینچے — وحشت ہے مجکو سلسلۂ زلف یار سے
دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہے گھاٹ — پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے
اٹکا ہوں دل لگا اوس سے جہان رشک ہو — وہ گل نہ ہم ہوین جسے ہو ربط خار سے
ہے بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین — آتی ہے یان خزان بھی عجب اک بہار سے
رسوا رہی ہے جو کہ نہ رسوا ہوے عشق سے — ہے عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے
مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہے — گل بھی کسی نے پھوٹتے دیکھے ہین خار سے
پاؤن کے بدلے آنکھون سے صحرا کو طے کرون — یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا ہی بہر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیرا ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

۱۴۲ **وله** ۱۴۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوے ہو مثال اگر انگبین سے دی
فرہادشان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن اے جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار پہ
یارب سنون مین اونگلی مہ نو کی کٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجر امیونکا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
کیسکا تذکرہ جو ہمارا [illegible] گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہون مین تو لے اسے کہتے ہین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

بیتاب ہون سے تیری تعجب ہو مجھے		اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی

۱۴۳	کہتے ہین آسمان ہے ترا خاک ہی فریب بیتاب ہون سے میری زمین کیا اولٹ گئی	۱۹

چھانتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے	فلک بہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لیے
اور کو کیا بیچ دو دن راحت و کھانے کے لیے	ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے
برق بھی بیتاب ہے میرے آشیانے کے لیے	ابر سے بھی شبنم آئے جلانے کے لیے
کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی	لے گیا تنکا سمجھ کر آشیانے کے لیے
اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر	ہے جنون تنکے جب چلنے آشیانے کے لیے
ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دو ماہ جوش گل	اب جگہ ملتی نہین ہے آشیانے کے لیے
خاک ہون تو دانہ تسبیح ہو اے فلک	سو طرح کی گردشین ہین مجکو کھانے کے لیے
پھر بھی ہم تھے ہی تم تھے محبت تھی وہی	صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے
ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون	کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے
سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا	پھر کہون مین بھی تسلسل ہے زمانے کے لیے
ہون وہ دیوانہ کہ بنگر ہو وہ مجنون کی شکلیہ	میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے
پوچھی ہے شانے نے تلک کیا یار کی زلف رسا	درد کیون پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے
جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو	گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے
یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب	نوچتے ہین طفل پر میرے اڑانے کے لیے

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد
خاک لیجانا مری تودہ بنانے کے لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھ لی ہی شمع سے فنا جانے کے لیے

کیون دل مہتاب کو دکھلایا خال زیر لب
دام مین مچھلی نہین آنیکی دانے کے لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴	اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے **وزیر** کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے	۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے

تنکے اے گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے
آ تو ابرو تیغ سے بجلی گرانے کے لیے

اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے
نقد دل تمکو دیا ہی پان کھانے کے لیے

جسکو آتے دیکھتا ہون اے پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا ہو میرے بلانے کے لیے

تا نہ میری آنکھون کا نشانہ چوک جاو
پر ہما کے لاؤ تیرونمین لگانے کے لیے

اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے

ہو کے کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری کہربا آئی اوٹھانے کے لیے

ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے
جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے

جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا عمر سے فنا جانے کے لیے

چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

روئے ہم فرقت میں رہا کیا ہی آنی مراد
یار آیا نا دمنت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پہ اگر دو پھول لانا خار تھا
آنکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھوونکو اوسنے جنبش ابکی آنی بچتا نہیں
ابر کی تلواریں چلیں بجلی گرانے کے لیے

ہے ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
بارہ کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای جدا و آب تیغ سے
میرے آنسو لے چلے تلواریں بجھانے کے لیے

لیلی میرے وحشت سے ہی کیا مجنونکو خلق
خاک کوئے یار کی لیلی بنانے کے لیے

کاسۂ سر ہاتھ میں لیکر میں نکلوں قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی گرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رلانے کے لیے

۱۷۵	چشم تر میں یون خیال خال رخ ہے اے وزیر آئے ہندو جیسے دریا میں نہانے کے لیے	۱۳

ترے رخ کا کسے سودا نہیں ہے
گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

پھرا ہے آپ وہ مہر و ہمارا
ترا ہے آسمان شکوہ نہیں ہے

کہیں ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ چین ہے

ادب سے پابرہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہے

ہرا سب دشمنون کا چاہتے ہین
میں خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہے

رہے مضمون غم کیطرح آمین
ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی

بنایا تجھکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجھ پہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھ مار آستین ہی

نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہے ہمپر ظلم کرلے
ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶
پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی
۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے
پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھ سے ہمین دیکھے

جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے
خواب کم آئے جو کمخواب کی جھکپن دیکھے

سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے

جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے
کہین قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے

ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین
سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے

کہے انجیل مسیحا پہ ہوئی ہی نازل
دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے

گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی
نار سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھپا ہے سے
آئے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے

بوے گل رہتی ہی پوشیدہ قباے گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہوں بلبل نہ سمجھ اے صیاد
ہیں جا وڑ جاؤں کوئی سو گلشن دیکھے

دہن یار میں ہستی کی او دہاہٹ دیکھی
چمن ملک عدم میں گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہیں آنکھیں تو نگہ ہے سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کسی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہوں جو عنا دل ہوں کباب
نگہ گرم سے گر تو سوے گلشن دیکھے

سر کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں مدفن ہووے
ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے

سیم بر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
مکر سے شیخ تو حیلے سے برہمن دیکھے

چار نعل آپ کے شبدیز کے ہیں چار ہلال
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھیں نرگس تری گلگونکی ہیں جوٹی سنبل
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷	چمن کوچۂ دلدار میں رہتا ہوں وزیر دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے	۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
نکلیں ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکے کم نہیں زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آتی جوے شیر سے

کہتے ہیں وہ لے کے دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہے جوے شیر سے

اے جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

اب وہ پر خشم عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کھون قاصد لکھون کیا شوق دل — ہر فرون تقریر سے تحریر سے
بندہ گیا ہین وحشی نازک مزاج — موج بوے زلف کی زنجیر سے
گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا — جام طاق ابرو شمشیر سے
نرم ہو گیا تیری ابرو کی کمان — کھنچ رہی ہو خامۂ تصویر سے
تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے — پانی گر دیتے نہین شمشیر سے
باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین — خامشی بہتر ہو اس تقریر سے
ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب — جام مہ بدلون نہ جام شیر سے
یون کہینگے تیری ابرو کی صفت — مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے
رزق چاہا چرخ سے نادان ہجیز — شیر مانگا وایہ بے شیر سے
بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد — خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے
بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا — تیر نے مارا ہمین شمشیر سے
آتش گل کے لکھون مضمون مم — پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے
اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر — ہوگئے جو ہر جدا شمشیر سے
قدر نعمت ہوتی ہو بعد زوال — پوچھیے لطف جوانی پیر سے
زلف اگر رخ سے ہٹاو تو کھون — چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے
کم نہین شب سے مرا روز سیاہ — کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے
کیونکر ارباب تعلق سمجھتے ہین — فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۷۸	جب مین مرتا نہین مین اے وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۶

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے
کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے — مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے
گوشہ گیر و ناوک ابرو نے قتل — اس کمان نے تو سیکھا تیر سے
آہ آتش بار ہی تیرے شہاب — شعلے بنکر نکلے ہر اس تیر سے
ایک کو دو کر دکھاوے آئینہ — گر بنائین آہن شمشیر سے
لب رنگین سے برگ گل خجل — منفعل ہی بوے گل تقریر سے
چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار — جیب پھاڑون دست دامنگیر سے
کیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بید مجنون دانۂ زنجیر سے
قلقل مینا ہی ساقی کی صدا — مے ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے
کھیل ہی اوس طفل کے مرتا ہون مین — قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے
تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھا کے — نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے
ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح — بھاگی او تری کیون آتش گیر سے
لاتے ہین مرغ جنون کو دام مین — لیجیے وا اسنے مری زنجیر سے
نام رکھا چرخ نے طوق بہار — لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے
کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۷۹	جام ساں چلیے جو وحشت میں و زنبیر آئے قلقل کی صدا زنجیر سے	۱۷

لال ہیں آپ ہی لب سرخی پان وہ دور رہے
گھر کیا دل میں ترے پر غم دوری نے گھر کیا
ساقیا ہجر میں کب ہی ہوس گفت و شنید
میرے ہوتے تو بٹھا سکتے نہیں غیر کو پاس
پھول بھر بھر کے گلابی میں پلاتا ہے مجھے
استخوان تک مری کیا آئے ہما ناوک
یاد ابرو جو نو آہ نہ منہ سے نکلے
مژۂ کج کسطرح سے رخ ناوک پھر جائے
میرے پہلو میں ہمیشہ رہے سفاک کا تیر
ہو چکا صید مرے بعد ابھی اور کوئی
شمع فانوس کی تصویر بنا دے ضعف
چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ نہ گئے تا در دوست
شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بھی آخر
چوستے ہیں ہنسی لب کے دعائیں مانگیں
طوق قمری سے بھی ہم تنگ ہیں ایسی خفیف کنار

نازکی کہتی ہے یہ بار گران وہ دور رہے
اب بھی کہتے ہیں کہ ہم جا کے کہاں وہ دور رہے
ساغر گوش سے مینا سے زبان وہ دور رہے
یہ خیال آپ کے دل سے مری جان وہ دور رہے
چمن محفل ساقی سے خزان وہ دور رہے
جب خدنگ نگہ زاغ کمان وہ دور رہے
تیر کسطرح لگاؤں جو کمان وہ دور رہے
وہ نشانہ ہوں کبھی تیر کمان وہ دور رہے
ایسے محبوب سے آغوش کمان وہ دور رہے
شست سے تیر تو چلے سے کمان وہ دور رہے
پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے
منزلیں قطع ہوئیں سنگ نشان دور رہے
شکر ہے آج سبک خیز اب گران وہ دور رہے
کالے مرہم سے شہ یہ زخم دہان وہ دور رہے
کیوں نہ آغوش سے وہ سرو روان وہ دور رہے

جنس دل وہ ہے نہ جاکر سر بازار بکے
مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۰
جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر
حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے
۱۳

کانٹے پڑ جائین زبانسے جو زبان دور رہے
خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے

عشق بازی کا حسینونکو جو لپکا ہو جائے
چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے

جنبش لب سے کہے اونکی نہ اک بس بس
حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے

لے اوڑا ایسا ہی مجھے اے مری بیتابی دل
گرد سا قافلۂ تاب و توان دور رہے

بیدماغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین
غنچے منہ بند رکھین بوسے دہان دور رہے

خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے
کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے

چار ابرو کا صفایا جو کیا ہم آزاد
چار جوہر سے بھی آئینۂ جان دور رہے

دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین
پنبۂ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے

شب فرقت مین جلاؤن مین اگر تجھ بنصیب
شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے

دست بے فیض سے ہو پیر و جوان گر نصرت
قبضۂ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے

عمر بھر کوچۂ جانان مین لو پھنا ہے محال
جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے

جو رہے جاؤنگا مین غشی سے ناکردل ہو
ساقیا بھول بھی ہر بار گران دور رہے

۱۸۱
دور خط یار کا قرآن کی سورہ ہے وزیر
کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے
۱۸

ہر نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آتے تو گھر ورم سا ہے
دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے — شیشہ یہ مرا پری نما ہے
سلطان جہان ہے جو گدا ہے — تیمور ہر اک شکستہ پا ہے
انسان بھی قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے
شیرین ہے دہن کہ و شکر خند — ہنسنے مین تمہارے اک مزا ہے
مضمون پروانے بنکے آتین — شب بزم قلم چراغ پا ہے
یاران گذشتگان سے ہے انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے
آیا نہین خود فروش میرا — گویا مجھے مول لے لیا ہے
وہ رشک بہار و غیرت گل — قطعہ — گلگشت چمن کو جو گیا ہے
گلزار ہوا ہے پانی پانی — بلبل پانی کا بلبلا ہے
جو چاہیے عشق مین کیا وہ — ہم مرگئے کہیے مرحبا ہے
ہے جھوٹھ کہون جو راست ہے قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے
منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ وہان آسیا ہے
توبہ کا نہ در رہو بند یارب — جب تک در میکدہ کھلا ہے
ہے شیشۂ سبز گرم قلقل — طوطی ستون کا بولتا ہے
کیا جسم ہے صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے
بیگانہ کو بھی نظر نہ آیا — آئینہ بھی صورت آشنا ہے

۱۸۲	کیا خوف کمند وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہے	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہے	کیا خوب یہ لال بولتا ہے
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہے	یکتا ہے وہ زلف گو دوتا ہے
ہم وحشیون کا کبھو ترا ہی سرو	قمری کی طرح سے طوق پا ہے
آ پہونچا ہے اوڑکے استخوان تک	ناوک مین مگر پر ہما ہے
دلنے کی طرح سے پیس ڈالا	کیا گردش بخت آسیا ہے
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون	نظرون مین وہ مجکو تولتا ہے
یوسف جو کہا اونھین تو بولے	کیا آپ نے مول لے لیا ہے
آئی ہے بہار کیا جو ساقی	شیشے مین پھول بھر رہا ہے
پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانون	تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
نکلے نہین رات کو ستارے	شبدیز فلک چراغ پا ہے

۱۸۳	ایسا مین گھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہے	۶

کیا سنگ رزق خوش ہو اگر ماہ عید ہے	یان بستگی قفل کی باعث کلید ہے
گھر تو پہنچے، مین لحد سے کہنا بعید ہے	یار و جواب نامہ نہین ہے رسید ہے
خط دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہے	لکھا ہے پشت لب پہ دہن ناپدید ہے

دکھلاو زلف و رخ تو خوشی ہوکے ہین کہون
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہے

لب وا جو ہوگئے تو در خرمی کھلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہے

قاتل بجا ہے گل تو چڑھاوے حسین ہند
یہ کربلا ہے عشق یہ قبر شہید ہے

۱۸۴	وله	۹

اوٹھتا ہے جا ہے شعلہ دھوان لگے داغ سے
تاریک ہوگیا ہے مرا گھر چراغ سے

پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے
کرلین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی
گلدام موج نکہت گل لائی باغ سے

ہوجاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے
پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے

ہے دم قدم کے ساتھ یہ گردون کی کجروی
اوترے مسیح اپنے خر بیدماغ سے

کیا ہجر مین ہے مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فروغ ہے پھول سے شبکو چراغ سے

گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے
جاتے ہین موتی جھولی لیے عیش باغ سے

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے

دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات
گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

۱۸۵	وله	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہوجاے
آرزو ہے کہ ہر اک عضو بدن دل ہوجاے

وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہوجاے
ہاتھ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہوجاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہوجاے
پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہوجاے

ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل — پیچ پڑ جائین کچھ ایسے کہ سلاسل ہوجائے
خون عشاق کے ہوتے جو لگاتے مہندی — یار کا ہاتھ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجائے
آئے بے پردہ جو لیلا سے خیال جانان — دل بیالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجائے
کوچۂ زلف ہی کچھ مصر کا بازار نہین — آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجائے
چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے — لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجائے
فاتحے کو جو وہ بت ہاتھ رکھے مرقد پر — ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجائے

۱۸۶	ولہ	۵

کاکل جو اوسکے شعلۂ رخ سے سلگ گئی — کالی گھٹا مین جہان یہ بجلی چمک گئی
پونہچی ندا اوسکے کان تلک آہ نارسا — کیا فائق زمین سے اثر تا فلک گئی
ٹکڑے ہوئے ہمارے گریبان صبر کے — انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی
سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا — گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے وزیر پونہچا نے اونکو روح مری دور تک گئی	۹

پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے — دیوار گرد کھینچی ہو دل کے غبار نے
چھیڑا چمن مین یہ مژۂ اشکبار نے — آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے — افیون باغبان کو دی کوکنار نے
دکھلائی نسواری لڑکپن مین یار نے — دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کو جو گیسوے یار نے	لی راہ آسمان کی زمین تتار نے
کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا ضعف سے	سولی پہ مجھکو کھینچ دیا نوک خار نے
پانی نہین یہ آپ کے عاشق کا ہے لہو	کیون خون پیکے کوڑی کھائی کٹار نے
پھینکا جو مینے اپنا گریبان پھاڑ کر	دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

١٨٨	دیکھین جو اے وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	٢٠

موئے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے	کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے
کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہے	عیسی ہے تو ہو اپنا پیمبر تو نہین ہے
جب میان سے نکلی تو مرے دل مین سمائی	تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہے
قائل ہے گمان معجزۂ شق قمر کا	جوڑا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہے
میخانے کو سجدہ کیا ہے کعبے نے جھک کر	اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہے
داغ اوس کہان تھے یہ گلی عشق کے پھیرا ہے	بھیجا تھا جسے وہ کبوتر تو نہین ہے
پیری مین جوانون سے ملون جھک کے یہ کیونکر	قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہے
ہر سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی	ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہین ہے
مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آئے	درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہے
منہ اوسکو دکھاؤگے تو مین ٹکڑے کرونگا	آئینہ ہے کچھ سد سکندر تو نہین ہے
اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان	یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکھتا ہون وصل مین جو اب شب وقت — سرخاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی
او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی — چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی
کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب — اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی
قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی — اب باڑھ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی
خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جائے — منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی
عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی — بیکار گلے پہ ترا خنجر تو نہین ہی
کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی
کیون اوٹھہ گئے پاے صنمگان کیے اب آ — ڈر پائیے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی
رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدۂ حیران — پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

١٨٩	ولہ	١٣

تم جو چتر اوٹھا کر دو کور بھی بینا ہوجاے — منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہوجاے
گریبان کھینچے جو جنون یہ زیادہ ہوجاے — نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہوجاے
گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہوجاے — گرد اوڑتے پاے نگہ سے تو بگولا ہوجاے
ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا — رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہوجاے
سرمہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو — ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہوجاے
چشم مخمور سے دیکھے جو وہ کعبے کو — مو سے محراب کا لبریز پیالا ہوجاے
پھونک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض — کف عیسی ابھی جل کر کف موسی ہوجاے

نشاں سے ہین پاؤن جو تم سبزۂ تر پہ رکھو
حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو
رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر
تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو ہین ایسا خوش ہون
نرگسین آنکھ کی گر یاد مین پتھر اچھاتے

ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے
عکس جس گل پہ پڑے وہ گل حنا ہو جاے
طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے
ابھی دو ہاتھ کا ہی جان کلیجا ہو جاے
سنگ سر میری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

۱۹۰ — در دندان نبی سے کے جو رولا سے الفت
ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے — ۷

دیکھکر مجھ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے
کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
دیکھنے والو نہین تیرے وہ بہت اچھے رہے
چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین او خورشید رو
درد و دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
تیرے دیوانے کو ایسا شور شے سے تنگ ہے
پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین جلنے ضعف سے

غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے
قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے
چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے
چاہیے اے دل جگر واقف نہو اس راز سے
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

۱۹۱ — وله — ۸

اے جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا

نزدیک ہے کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے
منہ سے کہین نہ بات یہ باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑنے کو مضطرب ہوے / ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی / او طفل تجکو دیکھ کے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا / قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے کا / گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو / میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی ہین میرے یار کی / زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲	ولہ	۵

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین / آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی

چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ / اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی

ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین / کہتے ہین فتنۂ بیدار ابھی خواب مین ہی

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو / کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہی

میٹھی نظرون سے مجھے دیکھ کے کین بند آنکھین / زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہی

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتدا سے آہ ہوتی ہی / مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گھبرا گئے دل الولا / یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی

بیان کرتا نہین دل صفحۂ اوس رو کے مخطط کا / خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظالم چرخ گردان سے / جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

۱۹۳	غزل در نعت سرور کائنات	۶

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی … عین بے سبے بحقیقت و مجازا عربی
گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو … آمدہ عیسی مریم سپیے دربان طلبی
ہجر تو مرگ و وصال تو حیاتست حیات … جسم را جانئے و جانانئے و عیسی لقبی
گر بگویم کہ ایازے و خدا محمودست … بسر عشق کہ این ہم نبود بے ادبی
یا حبیبی ارنی کفت چو مثل کلیم … حق پسند این چہ جالست باین بو العجبی
بروام خضر دلم تشنۂ دیدار کسیست … نخورم آب بقا جان و ہم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہوگئے … رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے
قتل بے شمشیر او ظالم کیا … آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے
یا علی تم اور نبی تو ایک ہو … چشم احول مین مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی … بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی
بے ہوا اڑنے لگا مشت غبار … طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی
سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون … خار وار اب ہاتھہ کی مچھلی ہوئی

ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے … اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سے
کیون نہون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان
جسنے رحمت تمھین دی اوسنے ہمین رنج دیے
اس گلستان کو یہ مرغان نواسنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی
پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہو نہ زمین ہی
تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آئینہ بھی پر تو سے مرے چین بجبین ہی

ولہ

جسطرف تم ہوا ودھر سر مرا جانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہو جاے
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر سے جیتے جی
پائینتی قبر کی بیٹھو تو سرھانا ہو جاے
ساتھ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہو جاے
تیر مین آپکے کھاؤن جو نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچھتاے گا او بت مرے ترسانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل
اوٹھ کے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر
آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

صحرا کیے ہیں پیدا ابر ہکر غبار دل نے		پھینکا ہو دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گہی جنس دل کی طینت ہے		کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت ہے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہیں کیا بوستان لگے		جراح ہاتھ ملتا ہی پہایا کہاں لگے

ولہ

لب و دندان کہا کر اپنے وہ کہتے ہیں شوخی سے		نکل آیا ہو دیکھو لال دانتوں کی کھڑکی سے
یاد مژگان میں مری آنکھ لگی جاتی ہی	ولہ	لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی ہی
صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے	ولہ	چلی آتی ہی شاید لو چہ منقار بلبل سے
چمن سے توڑ کے پھولونکو باغبان چلے	ولہ	تمہارے سننے کو باتیں گلونکی کان چلے
زلف کی چال صبا چلتی ہی	ولہ	کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوے یار میں ہو گذر		نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر
یہ کہیو اوس سے کہ اے جان تیری فرقت میں		فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھ پہر
پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک		گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر
کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی		کبھی ہی آپ میں وہ گاہ آپ سے باہر
ہر ایک کوچے میں پھرتا ہی صورت وحشی		کبھی ادھر سے ادھر اور کبھی ادھر سے ادھر

بہت قلق جو ستاتا ہو تو یہ پڑھتا ہو | بعجیب حسرت و ارمان سے ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہو اب کے یہ فیض مسیح باد بہار | چمن میں دیدۂ نرگس تلک نہیں بیمار
رہا چمن میں نہ آزار دید بلبل کو | پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار میں ہو اثر | کہ کس طرح سے ہوا زائل تپ دروں چنار
وفور عیش سے بزم نشاط ہو گلشن | کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
عجب نہیں پہ پروانہ ہو پہ طوطی | نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض ہر میں ہو | جبے وہیں زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون | عیان ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ ادیا
گمان غلط ہو کہ بار ثمر سے جھک گئے خم | جھکے ہیں شکر کے سجدے کو باغ میں اشجار
چمن میں نام خدا ہو ہجوم گل ایسا | جگہ نہیں جو کرے عندلیب استقرار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جا کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہو گل رعنا سے رنگ بوقلمون | چمن میں دیکھیے جس گل کو اک گلستان ہو
زبان حال سے کہتی ہو موج نکہت گل | اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہو

چو عندلیب بگل ورد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز و منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان میں
کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر

نہ رہنے پاوے ذرا داغ بلبلین لالے کے
لگا تین مرہم کا فوریا سمن لیکر

رہے چمن میں نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر

خدا کے فضل سے صحت ہوئی ہے آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر

صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آتے کا آج وہ گل تر

رہین قرینے سے مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آوے ادھر اور نکوئی جاے ادھر

گمان سب کو یہ ہوے ہے یہ فرش بلبل چشم
بچھائیں بلبلیں آنکھیں میان راہگذر

چمن سے آئیں نکل نخل بہر استقبال
ادب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر

ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا
یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوئے ہین پیر جوان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان

تو چند روز ہوا تھا علیل و زار جہان
قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان

برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھون مین
یہ تیرے رنج کا تھا رنج اے مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم
ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالۂ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدۂ گریان

دعائین مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبھی
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان

مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دل مین تاب و توان

ز فرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصائے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا

تو بعد غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر درخشان ہو برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے سایے تلے رہتے ہین ہزار ہما

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہے
ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیون دعا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہرا چمن مین ہوا تیرے کون ابر سخا

چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین بیمار
تجھے شفا جو ہوئی بس کوئی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال رست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہے زردار ۔۔۔ بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب کنار
جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین ۔۔۔ تو ہاتھ مین ہو زر گل طلاے دست افشار
ترا وہ حکم وہ ثروت ہے تو اگر چاہے ۔۔۔ ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار
بجاے آب ہو آب گہر کا صرف اوسمین ۔۔۔ خریدین سونیکی انٹین بنائین گھر معمار
ضعیف ایسے قوی ہین تمسے زمانے مین ۔۔۔ او بچھ کے چاک کرے خار دامن کہسار
سواے در نہین ہوتا ہے کوئی طفل یتیم ۔۔۔ ہوا مسیح زمان تو اجل ہوتی بیکار
جو دیکھ لے تری تلوار ماہی دریا ۔۔۔ تو اپنے پوست سے بھاگے نکل کے صورت مار
دعا یہ میری ہے مثل خضر ہو عمر تری ۔۔۔ کبھی نہو تو مسیحا کیطرح سے بیمار
سوا ترے کرم و لطف کے یہان اپنا ۔۔۔ نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہے غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برائے نام وزیرم ولے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہے گلے پہ تیغ ستم ۔۔۔ زبان آپہ ہے آنکھون مین اشک لب پہ ہے دم
ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین پر غم ۔۔۔ بکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

نہ ہے وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم ۔۔۔ جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

کچھہ اپنے واسطے کہتا نہین ہون یہ ہر دم
کہے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم
یہی ہے ڈر تر می بندہ نوازیونکی قسم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

قطعہ

نکر تو خوف مرے جرم و گناہ بیحد کا
الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب
ابا رین عہد شہنشاہ سخی و باذل
نائب مہدی دین شاہ شہان عالم
غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل
چون صدف پرز گہر چشم حسیدستان شد
ہست دریا می سخا و کرمش بے ساحل
بر در دولت این تخت نشین زر بخش
ہمچو خورشید شود کاسہ دوست سائل
مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او
روے تابندہ او غیرت ماہ کامل
حبذا باغ لطیفیکہ درو بکشادہ
دفعتہً قفل فضل بہارے محمل
نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش
جان تازہ بد مد چون دم عیسیٰ و دل
باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بردر
تا ابد باد خدا ئے نفوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید — سبب شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همچو این گلشن جان‌پرور و راحت‌فزا — نیست از روم و حبش تا به چین و چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد — عجبی نیست شگفته شود از غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاور وزیر — قطعهٔ جنت اعلی به زمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود — عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن شاخ — دارد بلند دست دعا باغ کربلا
یا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست — گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب — مثل صباست عقده‌کشا باغ کربلا
نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ — دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم با وجه نسبت گلزار خلد گفت — ای همچو ما کجا و کجا باغ کربلا
روبش بسوی کعبه و سویش رخ جهان — هم قبله هست و قبله‌نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر — بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر — که هست او به بحر شرف بی‌بها در
کف همتش غیرت ابر نیسان — که آن آب می‌بارد او گوهرافشان
چو مریخ خونریز باشد به هیجا — چو خورشید تابان بود عالم‌آرا

عدو غرق خون ز آب شمشیر اوید — حسودان نشانه پی تیر اوبند
ز پیلان او هست یک پیل گردون — سبق برده رخشش به شبدیز گلگون
به ایثار گنجینه هاسے وہاو — به اصرار پشمینه هاسے وہاو
نه مغموم شد هیچکس از در او — نه محروم شد هیچکس از زر او
رفیق جناب وزیر معظم — فقیر محمد امیر مکرم
صد و بست سالش بود زندگانی — با قبال و باجاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم — قرینش بود عشرت و میمنت هم
بود لطف لفظش به از آب گوهر — زبان شسته لاریب از آب کوثر
محیط جهانست فکر رسایش — که شد ورد بر هر زبان شعرهایش
کلام فصیحش بلاغت نظام ست — بدیع و بیان را ازو انتظام ست
ز مضمون چشمان بیمار جانان — شده و فترش غیرت نرگستان
چو فکرے در اشعار رنگین نموده — ز حد رتبه گلعذاران فزوده
به از ابرو حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان
به از نسر طائر طیور مضامین — ز کیوان بلند ست معنی رنگین
ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست
دو آتش خم و کلک او باده نوش ست — مضامین او هچو مستے بجوش ست
چو مائل به ترتیب و تالیف آن شد — به هر صفحه رنگ گلستان عیان شد

ز تالیف و ترتیب دیوان نموده	که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند سالش زمه تا بماهی	که ترتیب دیوان همایون الٰهی
	۱۲۴۱

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمٰعیل خان	از رہ صدق و صفا ہمپایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر	کعبهٔ ایمان ما این ست بیشک والسلام
	۱۲۴۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسمٰعیل	مسجد دو سپهی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر	شد دگر کعبهٔ شریف بنا
	۱۲۶۹

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزادهٔ مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزاده خورشید شکوه	تر شد دمن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک	خرم گردید و سر بپایش بنهاد
گل خنده زن ست و بلبلان نغمه سرا	شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب	گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر	جاوید جوان بخت جوان طالع باد
	۱۲۶۳

خاتم الطبع

ہدیہ سپاس فراوان اور تحفہ حمد بے پایان لائق بارگاہ بدیع الارض والسماوات ہی

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور آلائی ثنا کے بے شمار
اوس عالم ای لقب کے لیے سزاوار ہے کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتا کر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہے کہ جن کے برکت اور فیض
ہدایت سے کنایۂ معرفت ذہن مین آیا من بعد خاکسار کج مج زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان رحمہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن
دانائے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفائے ذیشان افضل نجبائے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمہ اہل کمال ہے سوائے احباب
و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی
اور سید محسن علی صاحب سے کہ سر خیل شاگردان عالی وقار

اور سرِ دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ **دفتر فصاحت** ہوا اور باہتمام
خاکسار یہن مشک بیز ہی خامہ عنبرین شمامہ مشتاق خفی و جلی شیخ **اشرف علی** سے
انتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تھا اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
اطراف و اکناف سے سیکڑون خطوط احباب کے برابر آئے لہذا بار دیگر قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت و تحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
و عمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب و زینت دی فقط

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان از نتائج افکار شعرای گرامی قدر و نگا

از جناب فتح الدوله بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمده الله بغفرانه

مطبوع طبائع خلائق جہان — منظوم وزیر باکمال ہند است
تاریخ رقم کرد چنین خامه برق — دیوان کلیم ہمیشال ہند است

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہے مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر — ہے ہر مصرع میں ماہ نو کی تنویر
اے بحر یہ سال طبع لکھا میں نے — ہے نسخہ برگزیدہ دیوان وزیر

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجه وزیر افصح دوران یگانه عصر — یکتا بفکر بوده و مشتاق لاجواب
دیوان شده چو طبع بگو سال ای قبول — ما این کارنامه ہست در آفاق لاجواب

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر که به بیند این را — دوستان طبع نمودند چه دیوان متین
سال مطبوع چنین ساخته تحریر شہید — منطبع گشته چه دیوان و کلام الحق این

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہین سب	کیون نہ خاقانی ہو اب کنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع	صاف شور معانی ہر کہ دیوان وزیر

از لالہ رام سہامی صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا	مدام بروضۂ رضوانش خیمہ گاہ بود
بخاندان نبی و علی شود محشور	دعا قبول بدرگاہ حضرت الہ بود
ندیدہ ہست کسی شاعری چنین خوش فکر	فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش	کہ حسن طبع او رشک مہر و ماہ بود
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق	طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہست شیرین زبانی شہ وین ورد و داشت	زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت	طبع دیوان وزیر ہیچ خاقانی بعہد

ایضا

آن خواجہ وزیر متوفی	خاقانی دیگر بزمن شد
دیوان شدہ مطبوع و گو سال	مطبوع ہمہ طبع سخن شد

ایضا

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو	اونہین کے واسطے تھی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نے لکھی تاریخ	قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع

از منشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر — چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ — سخن یادگار سحر آمیز ۱۲۶۲

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہیں نہ دیکھا — فصیح بندش نفیس شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
کروں جو عشقی میں اوسکی مدحت مری یہ باتیں کہاں ہیں طاقت — مزہ اوٹھائیگی روح شوکت ہی اینہیں ایسا ہر استعارا
بس ایسے جبکہ ہو جو دیوان طبع اوسکی تاریخ ہر نمایان — زبان شیرین کلام رنگین کمال ہر یا کمال زیبا ۱۲۶۲

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے — ہر روش ہی گلشن ہمیشہ بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہی رقم — شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر ۱۲۶۲

از ضیغم ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش ہیچ مدان مرتب طبع دیوان — پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت — ہمہ کلام وزیر ست شاہ کل کلام ۱۲۶۲

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع — کسطرح سخن سنج نہوں گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہیں حاسد — تعریف کی ہر سمت سے آتی ہی صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جو بن نکل آیا — ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سے سب نقش و نگار اوسکے جو دیکھے
مانی کہے ازرنگ کا بھی رنگ مٹا آج

کیا نور کے گل لوٹتے ہین کس حسن کی بیلین
ہر قابل دید اس چمنستان کی فضا آج

تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب
گویا کہ ہی آراستہ ۱۳۰۲ معشوق ہوا آج

ایضاً

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج
جسکے ہر صفحے پہ ہی عالم ریاض خلد کا

ہر یک حرف کے نقطے ہین وہ آہو چشم حور
دید کے قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا

کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین
زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہو گیا

لکھ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر
سنبلستان لطافت ۱۳۰۲ کیا ہی ہی واہ وا

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم فریبا فصیح
نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ

مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی
ایک ادنی اثر سحر بیانی ہی یہ

کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر ناجی
چل بسے حضرت استاد نشانی ہی یہ

ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا
حاصل فکرت ایام جوانی ہی یہ

لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت ساری
دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ

موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحے مین
طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ

چہرۂ انور دیوان نظر آجاے اگر
بے تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہائے مضامین عدو ۔ باغ حاسد کے لیے باد خزانی ہی یہ

بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال ۔ طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہی یہ

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر ۔ کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند

مصرع مادہ طبع یہ لکھا محسن ۔ اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

ایضا

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور ۔ اب بدخشان سخن یقین ہر لکھنؤ ہو طعنہ زن

جوہری طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع ۔ مطبع سنگین سے آج آیا لعل سخن

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخہ روشن چھپا ۔ بنکے پروانہ کرینگے سب پسند

ہنکے حرف بالقط لکھا مسیر ۔ نور کی ہی شمع مضمون بلند

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہوچکا مطبوع دیوان وزیر ۔ دوستونکا دل نہایت شاد ہی

شعر سب ہین سکۂ کامل عیار ۔ کیا ہی نظم حضرت استاد ہی

ہین رعایا گر مضامین لطیف ۔ بندش خوب اونکی جانانہ ادہر

کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع ۔ ملک مضمون وزیر آباد ہی

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد ۔۔۔ ہر سخن فہم کے دلکو ہوئی ہی بہت رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتھہ لکھو اے معجز ۔۔۔ کیا ہی یہ نظم دل آویز ہوئی ہی مطبوع
١٢٧٢

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد ۔۔۔ شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی ۔۔۔ چون نکہت گل بدی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت ۔۔۔ دیوان وزیر ہست بستان
١٢٧٢

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

زہی دیوان بہ مثلی آب و رنگ آرایش ۔۔۔ چو لعل بی بہا از مطبع سنگین برآمد
چنین در صفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود ۔۔۔ چو در شاہوار اینجا ز سلک طبع درآمد
١٢٧٢

ایضا

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج ۔۔۔ ہر سخنور مثل بلبل ہی ثنا خوان وزیر
کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو ۔۔۔ بے خزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر
١٢٧٢

ایضا در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا ۔۔۔ رطب اللسان ہیں جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب ۔۔۔ اس نظم کی ہر سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسے بندھے ہیں اسمیں مضامین نور کے ۔۔۔ کرتے ہیں کسب نور سدا جس سے مہر و ماہ

ہون آشناے بحر سخن غوطہ زن اگر — برسون نہ آب گوہر مضمون کے پائین تھاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہی — کیون ہو نہ روح خسرو و شاہی سے باج خواہ

باندھی ہوا یہ فیض بہار کلام نے — اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

کہتے ہین اسکو سحر بیانی کو وقت دید — بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ

خوش حرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب — جو دائرہ ہی یوسف دل کے لیے ہی چاہ

ظل ہما سے کم نہین ہر حرف کا سواد — شاہین بنے جو آے ادھر طائر نگاہ

پر نور اسقدر ہین نقاط حروف شعر — ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے — گویا یہ ہی قلمرو معنی کے شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی — سطرین عروس نظم کے ہین گیسوے سیاہ

ہیچو دکھوگے اسکی صفت تم کہان تلک — فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ

فردوسی دے رہا ہی لب گور سے صدا — ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ

۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بے مثل آج — سند جانتے ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہی — عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف — کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے

اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا — ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے

عدو نقد دل دیتے ہین رونما — جمال عروس سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین
یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے

وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہے
پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھ لے

مسیحی مین بیخود دیکھ سال طبع
عجب نقش تسخیر چھاپے گئے
۱۸۵۶

ایضاً سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد
کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد

خوش قطع ہر اک حرف ہے ایسا اسکا
اک قطعہ دلکش ہے یہ دیوان گویا

اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہے نشست
دی خامہ یاقوت رقم کو جو شکست

ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہے کشش
ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہے کشش

جو ہا ہے وہ ہے ابروِ لیلائے سخن
ہر دائرہ ہے دیدۂ عذرائے سخن

یہ اوج پہ ہے اختر تقدیر نقاط
خورشید سے وہ چند ہے تنویر نقاط

اس حسن کا دیوان نظر آیا جس دم
دل نے کہا سمت مین کرو سال رقم

ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا
یہ خوب ہے دفتر فصاحت چھپایا
۱۹۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید باد علی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوئے ہین مطبوع
ہر سخن فہم ہے مجنون کیطرح سے شیدا

دلربا طبع کی تاریخ ہے لکھوا ہی ضبط
محمل لیلی مضمون ہے یہ دیوان گویا
۱۲۷۲

ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان فریر فصیح و اکمل
بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہے

فلک ہر ہر ورق تارے حروف او کہکشان سطرین
خط جدول نہین خیط ابیض آشکارا ہے

دکھایا جوہر حسن صفا اس نظم نے ایسا
کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دھوکا ہے

نہین سطرین صفحین ہین شاہراہ سما کے
بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہے

تعلّی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے
کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہے

جو سہل ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسی
کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ
جو کچھ ڈھونڈو خدا کے فضل سے اسمین مہیّا ہے

وہ گوہر ہاگرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے
کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہے

ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندونکے
جو کہیے ناسخ دیوان ١٢٧٢ اسکو زیبا ہے

جنھین ہے شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی اونسے
خدا کے دین مین اے حاسد کسکا اجارا ہے

کہینگے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو
ہنر سے ہے یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہے

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی
مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھاپا ہے
١٢٧٢

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع
کہ ارژنگ کا جس پہ ہے اشتباہ

مضامین کے نقشے وہ دلکش کھنچے
ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکھا خامۂ ربط نے سال طبع
مرقع ہین شبیہ معنی کے واہ
١٢٧٢

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن — روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا
آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز — صاف آب دُر مضمون کا بہا ہی دریا
نعت کے شعر جو پڑھتا ہی کوی کہتا ہی — خوب دیوان ہی یہ صل علی صل علی
بند شین عارض گل سے بھی سوا ہین رنگین — بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا
جاکے گلشن مین پڑھے شعر اگر اسکے کوی — ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا
بلبل خامۂ تسنیم یہ لکھ طبع سال — اب کھلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا
۱۲۷۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر — للہ الحمد آج طبع ہوا
حسن روے عروس مضمون پر — دل عالم ہی محو آئینہ سا
بند شین اسکی صاف ہین ایسی — دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا
طبع کا سال لکھو اے سالک — اب یہ دیوان بے نظیر چھپا
۱۲۷۲

از عبدالرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور — ہی براے استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ
اے رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع — دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام — جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام
کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا — خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر
دیکھ کے صفحے پہ ہوا سب نقشِ دیوان پر
۱۲۷۲

ایضاً

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان
صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان

وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون
دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون

ہیں خوش تقطیع سب اشعار یکسر
ہے موزون اور موزون یہ برابر

عیوب قافیہ سے ہے مبرا
نہ اس میں دخل اقوا ہے نہ ایطا

ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید
نہیں ہے نام خارستان تعقید

وہ رنگیں ہے ہر اک مصرع کی بندش
کہ جس پہ ہے گل مضمون کو نازش

جب ایسا گلشن بہار دیکھا
لکھوں تاریخ مجکو دھیان آیا

سنا مصراع بلبل کی زبان سے
یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے
۱۲۷۲

ایضاً

محمود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا
کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو

نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہیں جواب
سحبان لحد میں جا کے نہ کیون گوشہ گیر ہو

لکھ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ
مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو
۱۲۷۳

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید بادیعلی بیخود

ہوا طبع مصطفائی میں طبع
کلام آج استاد بیمثل کا

یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کی
کھلا باغ معنی کا اب واہ واہ
۱۲۷۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بہجود

ہوا طبع فضل خدا سے جہان سے ــ کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہے ــ یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل ۱۲۷۲

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزائی وزیر ــ مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از پے بہجت نوشت ــ قالب مطبع چہ جان تازہ اہل دل یافتہ ۱۲۷۲

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان اے متین چھپا ــ ایک عالم کا دلپسند یہ ہے
ملک معنی مین ہے اسیکا رواج ــ سکہ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ ــ کہا دیوان بے نظیر یہ ہے ۱۲۷۲

از جناب مرزا احمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتائے وقت خواجہ وزیر ــ چو آفتاب بکلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش ــ زبان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن ــ اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم اے نسیم ایما کرد ــ بگو کلام وزیر است لائق شاہان ۱۲۷۲

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی کہ از مصرعۂ ثانی مطلع ہر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑھا یہ مرتبہ نظم و زبیر رشک سحبان کا	ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
نگاہیں گدگداتی ہیں چشم نظارہ مضمون	ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا
عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کیسے ہیں	اثر ہر مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا
زبان معترض یا بسخن میں کھل نہیں سکتی	ہوا قفل خموشی نقطہ لبہاے سخندان کا
عیاں ہے بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے	لقب ہے شہپر روح الامین اوراق دیوان کا
فصاحت نے لئے بوسے دہان نکتہ پرور کے	بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا
چھپا جس دم مرتب ہو کے یہ افسون بیتابی	رکھا جمعیت دل نام اجزاے پریشان کا
شکست پاے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی	سر دیوان ہے ہر الحمد شد تاج قرآن کا ۱۲۷۲

ایضاً کہ از حروف منقوطہ مادہ سال ہجری و از غیر منقوطہ سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید رنگ مضامین خیال	شہرتش ارباب فن افسردہ بیدار داد
شد تماشاے تمنا فکر کردم بہر سال	ابر نیسان طبیعت گوہر شہسوار داد
ہجری و فصلی ازین مصراع تسلیم گفت	اے کمال فکر بر تر رفعت اشعار داد ۱۲۷۲

از برادر عزیز از جان عبداللہ خان مداللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد تسنیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ عزیز	بحسن فصاحت ندارد مثال
سواد حروفش بہ میل نظر	کشد توتیاے بچشم خیال
نوشتہ پے سال او کلک مہر	طلسم مضامین صاحب کمال ۱۲۷۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد تسنیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر — شد از و لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم — شاهد فکر شاعر کامل ۱۲۷۲

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر یست گلشن ز طبع ۱۲۷۲ — سخن فهم عالم از و کامگار ۱۲۷۲
رقم کرده اشرف پی سال ۱۲۷۲ — جگر گوشهٔ فکر جای وقار ۱۲۷۲

ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان — شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سربلند بهار ساید — معانی کرد پیدا حسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور — ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار — بجایش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی — شعاع آفتاب طبع انور ۱۲۶۳

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه — بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایما پی سال — بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ۱۲۷۲

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ بیزیها — چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس — گفت چه گلشن خیال وزیر ۱۲۷۲

از مرزا چھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	ز دریاے طبع وزیر ست این در

از وارث علیصاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کرد رقم سال	زہے گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہے + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہے + لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہین + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہے + نہ اسکی تحریر کا یارا ہے + اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہے + بشر تو انسان ہے + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہے گناہ ہے + خاموشی بہتر ہے کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہے + اور اوسکی نعت کے رمز کون پاوے + جسکا سایہ تک نظر نہ آوے + اگر انصاف فرمایئے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہے + طبع آزمائی ہے کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کے سر پہ سایہ گستر ہوتا ہے + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہے + جب پہلے مرحلے مین بیجا ہے تو کیا نظر آوے + مصلحت یہ ہے اوسپر اور اوسکی آل و اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے + زیادہ بکھیڑے مین نہ اوجھے طبیعت سے نہ گڑھے + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک بین خود غلط سراپا قصور + رجب علی بیگ سرور + یہی خبر اظہار کرتا ہی + جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار
کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر + جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھے
کئی برس گذرے ہین کہ سرائے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر تال ہوا + شیخ امام بخش
ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دیدہ تھے نہ شنیدہ تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ
ہی + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع وضعدار غیور تھے + نزدیک و دور مشہور
تھے + بظاہر منجملہ ہشت تنخواہان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے
فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہی + جو وضع کے پابند ہین اونکو بگاڑا رہا ہی + کہین سے کچھ
معین نتھا بے تردد معاش نتھی + قناعت کے یہ معنی ہین اسپر تلاش نتھی + کچھ دنون فقیر محمد خان
گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمدگر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوئی صحبت برہم
ہوگئی + زر و سیم کم ہوگئی + گوشہ نشینی مین سالہائے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد
زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار تھے +
اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجۂ کمال ہوا + ہزارہا غزل کہی
طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی دھیان کیا + دیوان کو مرتب نکیا عمدا پریشان
کیا + اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص
کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین
لاجواب ہین + انھون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سے غزلین بہم پہنچائین + اور جناب

سید ہادی علی صاحب ہیچمدان تخلص کہ فن شاعری میں وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں جوان عنادل
ہیں اونکی سعی سے بہت ہاتھہ آئیں جب دیوان تیار ہوا تو جناب مصطفی خان صاحب مغفور کے صاحبزادے
عبدالواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہیں رکھتے طبیعت بہت عالی انتہا سے ذہن رسا ہے اونکے
کارخانے میں یہ دیوان چھپا ہے کاغذ بہت سفید ہے جیسے چہرۂ حسینونکے عارض کا نمونا سلسل سطروں میں
مولوینکی الف سے حسن نمایاں سطور کشادہ نہ تنگ کہکشان کا ڈھنگ سیاہی میں چمک کہ ایک عالم
روشنائی کہے سفید سی سیاہی میں ذرات کا دہوکا ہے اور تکلف یہ ہوکہ بیانکا چھپا چھپا نہیں سب
کھلا ہے رنگ ڈہنگ سب کچھہ بنا ہے گو فرمانروا دہنون کو جی ان قمی کلی نہیں لیکن اشاریں کل نکل چلی
ہی روانی میں کل کل نہیں اور روانی مر کے جمع تجہر کیے ہیں خان صاحب شفافی میں آئینۂ سکندر کیے
ہیں خفی جلی و نیز جو کچھہ لکھا جاتا ہے کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہے سالہا سے درازتر شئے گا
بدستور رہے گا اگر سو دفعہ پڑھے گا دور و پڑھے گا منصف مرحبا کہے گا وہ جو شاعری کا حاصل ہوا سب
دیوان سے پیدا ہے مزکنا یہ جو چلا ہر شعر میں ہویدا ہے معانی بندی میں نکلک تہیں صحت الفاظ
اور محاورے میں شک نہیں ادا بندی کا عالم کچھہ اور ہی ہے مطلع سے مقطع تک ہر غزل میں
ناز و نیاز ٹپکتا ہے چلے غور ہی مشکل زمینون میں طبیعت کا زور آزمایا ہے صنعتونکا زور شور دکھایا ہے
آپس کی چھیڑ چھاڑ کا لطف عجائب ہے مثال کو جو دیکھیے دیوان صائب ہے جس جگہ طرز
عاشقانہ میں منہ کھولا ہے بلبل شیراز کا گھر بولا ہے قند گھولا ہے سراپا ڈیڑہ دلکی زندگانی اور سب
پریشانی میں کیا دلجمعی کا کام کیا زمانۂ جوانی میں پیران جہانگرد سے زیادہ نام کیا خلق مروت
آشنا سے بامزہ حاضر و غائب ایک تھے اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تھے تمام شد

اشتہار یہ دیوان خواجہ وزیر صاحب کا مسمی بہ دفتر فصاحت داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ کے ہوا حسب مراد قانون نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۴۷ عیسوی بغیر اجازت جعفر علی کے کوئی نہ چھاپے

اشتہار

صاحبان مطابع اہل ہند کو اطلاع دیجاتی ہے کہ

دیوان خواجہ وزیر صاحب کا ہماری فہمایش اور سعی سے مدون ہوا ہے

اور حسب قانون بستم سنہ ۱۸۶۷ء داخل بہی خسری گورنمنٹ ہند بھی ہو چکا ہے

لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت ہمارے قصد طبع نہ فرمائیں

العبد

محمد عبد الواحد خان